بچوں کے لئے خصوصاً اور دیگر عوام وخواص کے لئے عموماً ایک علمی تحفہ

خلیفہ چہارم کی باتیں

خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، شجاعت وبہادری، خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، ہمدردی وغم گساری، خدمتِ خلق اور عدل وانصاف سے متعلق ایمان افروز واقعات کا مستند مجموعہ

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذُ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
۱۲	عرضِ مؤلف
	احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ
۱۵	۱......اے علی تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو
۱۵	۲......حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مؤمن کے دوست ہیں
۱۶	۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے
۱۶	۴......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے
۱۶	۵......میں جس کا محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے
۱۷	۶......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کو مسجد میں کھلا رکھنے کا حکم
۱۸	۷......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی کریم سے تعلق
۱۸	۸......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کو عطا میں مقدم کرنا
۱۸	۹......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق
۱۹	۱۰......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کی شفایابی کے لیے دعا کرنا
۱۹	۱۱......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کی دعا کرنا

۱۲......اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل کو ایمان کے لیے جانچ لیا	۲۰
۱۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں خزانہ ہے	۲۰
۱۴......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کے لے خصوصی دعائیں کرنا	۲۱
۱۵......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کو اہلِ بیت میں شمار کرنا	۲۲
۱۶......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دین سلامت رہے گا	۲۲
۱۷......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا اسلحہ دینا	۲۳
۱۸......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کے لیے وہ پسند کرنا جو اپنے لیے کیا	۲۳
۱۹......نگاہِ نبوت میں حضرت علی کا مقام	۲۴
۲۰......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی سے محبت اور تعلق	۲۵
۲۱......خوش قسمت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور دوست بنے	۲۶
۲۲......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت	۲۸
۲۳......اذیتِ علی دراصل اذیتِ رسول ہے	۲۹
۲۴......نگاہِ نبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام	۳۰
۲۵......لسانِ نبوت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت	۳۲
۲۶......بغضِ علی درحقیقت بغضِ رسالت ہے	۳۳
۲۷......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی کے لیے قضاء سے متعلق خصوصی دعا	۳۳
۲۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوتراب اٹھو	۳۵

۲۹......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشن گوئی	۳۵
۳۰......اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ شخص	۳۷
۳۱......بتوں اور مجسموں کو گرادو	۳۸
۳۲......دعائے نبوی کی وجہ سے سردی اور گرمی کا احساس نہ ہونا	۳۹
۳۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور دلیری	۴۰
۳۴......علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں	۴۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت بھی لوگوں کے لیے کافی ہے	۴۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی واخلاقی اوصاف	۴۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ	۴۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک اہم خصوصیت	۴۵
والد کے سامنے دین حق کا اظہار	۴۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	۴۷
فیصلے کے وقت معیار تعلق نہیں اللہ کا حکم ہے	۴۹
اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل	۵۰
عقیدہ تقدیر کی وضاحت	۵۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امانت ودیانت	۵۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبادت وریاضت	۵۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دس خصوصیات	۵۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک	۵۷
علم نحو کے موجد	۵۹
دنیا سے بے رغبتی	٦٠
بیت المال کی رقم سے احتراز	٦١
تنگدستی کے ایام میں تلوار فروخت کرنا	٦٢
اپنی ابدی زندگی کی تیاری کرو	٦٢
حضرت علی کی ایمانی پختگی اور فہم وفراست	٦٣
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودی کو لاجواب کردیا	٦۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زُہد	٦٦
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے امراء اور گورنروں کو وصیت	٦٨
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عدل وانصاف	٦٩
حضرت علی کی شجاعت و بہادری اور عالی اخلاق	۷٠
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پختہ ایمان ویقین	۷١
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشعار کی صورت میں عمدہ اخلاق کو بیان کرنا	۷٢
حضرت علی کی سفر ہجرت میں قربانیاں	۷٣
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کسب حلال	۷۴
مسلح مغرور کافر کے غرور کو خاک میں ملا دیا	۷۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں علم کا مقام ومرتبہ	۷٩

رعایا کے ساتھ عدل وانصاف نہ کرنے والوں کا انجام	۷۹
ایک ضرورت مند کے مقام سے آگاہ ہوکر خوب سخاوت	۸۰
علم کی فضیلت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار	۸۲
انسان کی عزت اُس کے علم کے بقدر ہے	۸۳
حضرت علی کی دنیا سے بے رغبتی اور راہِ خدا میں خرچ	۸۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حصولِ علم کی شرائط	۸۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں سب سے بہادر کون	۸۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں وقت کی قدر و قیمت	۸۶
جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں	۸۷
استاذ کے ادب واحترام کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات	۸۷
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت علی پانی کی تلاش میں نکلے	۸۸
فاتح خیبر حضرت علی کی شجاعت و بہادری کا تاریخی واقعہ	۹۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی متحیر العقول ذہانت	۹۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مسکرانا	۹۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مال وزر سے استغناء اور سخاوت	۹۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بتوں اور مورتیوں کو توڑنا	۹۶
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی عبرتناک موت	۹۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے پر بددعا	۹۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رعایا کے اموال میں نہایت احتیاط	۹۹
مؤمن اور منافق کے دل کی کیفیت	۱۰۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جواں مردی اور جسمانی قوت وطاقت	۱۰۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور کسر نفسی	۱۰۲
دنیا کے طالب مت بنو	۱۰۲
دنیاداروں کا احسان قبول نہ کرنا	۱۰۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادہ اور پاکیزہ غذا	۱۰۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجرموں کا سراغ کیسے لگایا	۱۰۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور فہم وفراست	۱۰۸
عالم ربانی اور فقیہ کے اوصاف	۱۰۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قوتِ فیصلہ میں مہارت	۱۱۰
رمضان کا مہینہ کیسے گزاریں	۱۱۳
امیر المؤمنین ہو کر سادہ لباس پہنا	۱۱۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آٹھ سنہرے اقوال	۱۱۴
حضرت علی کی صاحبزادی کا حضرت عمر سے نکاح	۱۱۵
حضرت علی کی والدہ کی وفات پر حضور کی تجہیز وتکفین میں شرکت اور دُعا	۱۱۷
مال کی تقسیم میں عدل وانصاف	۱۱۹
دوست کس کو بنانا چاہیے	۱۱۹

حضرت علی نے فرمایا شیخین کی اقتداء کرو	۱۲۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ حکمت آموز اقوال	۱۲۱
رعایا کے حقوق کی نگہداشت کے لیے بازاروں میں گشت	۱۲۲
حضرت ابوبکر اور حضرت علی کی فضیلت سے متعلق سوال پر علامہ ابن جوزی کا انوکھا جواب	۱۲۳
حضرت علی کی نگاہ میں حضرت صدیق اکبر کا مقام	۱۲۴
حضرت علی کی طرف سے نمائندہ بن کر حضرت ابن عباس کا خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنا	۱۲۶
فیصلے کے وقت قبیلہ، خاندان اور لسانیت کو نہیں دیکھا جاتا	۱۳۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی کا دفاع کرنا	۱۳۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے کا چہرہ سیاہ ہوگیا	۱۳۱
جھوٹے شخص کی بینائی ختم ہوگئی	۱۳۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی فہم وفراست سے جھوٹے گواہوں کو پہچان لیا	۱۳۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک جملے میں شادی کے بعد کے احوال کو بیان کرنا	۱۳۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی شکل میں	۱۳۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی دنیاوی سزا	۱۳۵
شیخین کے گستاخ سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل	۱۳۶
تقوی کے ساتھ عمل کرو	۱۳۷

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت اور خلافت کا حقدار سمجھنا	۱۳۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں قبیلہ اور خاندان کی اہمیت	۱۳۸
ذاتِ باری تعالیٰ سے متعلق سوال کا جواب سن کر یہودی مسلمان ہوگیا	۱۴۰
میں ہی وہ آدمی ہوں جس نے دنیا کی توہین کر رکھی ہے	۱۴۰
رنج وغم کے موقع پر تسلی کے لیے جامع کلمات	۱۴۱
خلیفہ وقت ہوکر بھی سادگی سے زندگی گزارنا	۱۴۱
شکر، دعا اور توبہ پر عنایاتِ خداوندی	۱۴۲
غیر مسلموں کے ساتھ حقوق اور معاملات میں نرمی کریں	۱۴۳
تنگدستی میں تلوار فروخت کرنا	۱۴۴
غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں	۱۴۴
پُرتعیش کھانوں سے گریز	۱۴۵
حضرت علی اور حضرت عائشہ کے درمیان عقیدت وتعظیم	۱۴۵
حضرات شیخین کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے	۱۴۷
حضرت علی نے فرمایا خلافت کے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر ہیں	۱۴۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنا	۱۴۹
دشمن کے غرور کو خاک میں ملا دیا	۱۵۰
حضرت فاروقِ اعظم کی وفات پر حضرت علی کے تعزیتی کلمات	۱۵۱
دوسروں سے خدمت لینے سے گریز کرنا	۱۵۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی وقیمتی اقوالِ زریں	۱۵۲
زندوں اور مردوں کے احوال	۱۵۳
تین جلیل القدر صحابہ کرام کو قتل کرنے کی تاریخی سازش	۱۵۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت	۱۵۸
قاتل سے متعلق ہدایات	۱۶۰

عرضِ مؤلف

راقم نے بچوں کے لیے خلفائے راشدین کی سیرت سے واقفیت کے لیے پہلی کتاب لکھی تھی ''خلیفہ اول کی باتیں'' جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، دوسری کتاب ''خلیفہ دوم کی باتیں'' جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، تیسری کتاب ''خلیفہ سوم کی باتیں'' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، یہ اس سلسلہ کی چوتھی اور آخری کتاب ''خلیفہ چہارم کی باتیں'' ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت، آپ کے زہد وتقوی، اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، حیاء وپاکدامنی، حلم وبردباری، خدمتِ خلق، عدل وانصاف اور ان کی مظلومانہ شہادت سے متعلق واقعات کا باحوالہ تذکرہ ہے۔ ہر واقعہ کو حتی الامکان اصل مراجع سے لکھا ہے، ہر واقعہ کا جو مرکزی مضمون تھا اس کی عربی عبارت بھی نقل کی تاکہ بچوں کے ساتھ ساتھ اہلِ علم بھی اس سے مستفید ہوں۔ واقعات کے بعد ''پیارے بچو!'' کا عنوان لگا کر اس واقعہ سے معلوم ہونے والے اسباق ونتائج بھی ذکر کیے، تاکہ بچے اس سے مکمل مستفید ہوں اور وہ صفت وخصلت اپنی زندگی میں بھی لے کر آئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی اور آپ کے اوصاف وکمالات کے واقعات بہت کم ملتے ہیں، عموماً مؤرخین اور سیرت نگاروں نے آپ کے دور کی جنگوں کا تذکرہ تفصیلی کیا ہے، خصوصاً جنگِ جمل، جنگِ صفین اور خوارج کے ساتھ جنگ کا۔ اسی طرح واقعہ تحکیم، اور واقعہ شہادت کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے، لیکن آپ کی سیرت، زہد وتقوی کے واقعات بہت کم ذکر کئے ہیں، اس لیے واقعات کی تلاش میں کافی وقت لگا۔

الحمد للہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعلق تقریباً تمام اہم واقعات اس

میں یکجا ہوگئے ہیں۔ کتاب کا اسلوب ایسا رکھا ہے کہ یہ بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی مفید ہو، اہلِ علم کے ذوق کوملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اہم عربی عبارات اورحوالہ جات بھی نقل کئے تا کہ خواص بھی اس سے استفادہ کریں۔ میں نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ درج ذیل کتب سے کیا ہے:

۱......**الطبقات الكبرى:** علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ)

۲......**تاريخ الطبري:** علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ)

۳......**تاريخ مدينة دمشق:** علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

۴......**الكامل في التاريخ:** علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ)

۵......**الرياض النضرة في مناقب العشرة:** علامہ ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ)

۶......**تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام:** علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)

۷......**سير أعلام النبلاء:** علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)

۸......**تاريخ الخلفاء:** علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۹......**حياة الصحابة:** علامہ محمد یوسف بن محمد الیاس رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) اور اس کا اردو ترجمہ ''حیاۃ الصحابہ'' حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب

۱۰......سیر الصحابہ: حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ

۱۱......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سو قصّے: حضرت مولانا خالد محمود صاحب

بہت سے واقعات اردو سیرت نگاروں نے ذکر کئے ہیں، لیکن وہ مجھے اصل مراجع میں نہیں ملے، یا اُن پر کافی کلام تھا، تو ایسے واقعات میں نے ذکر نہیں کئے۔

اسی طرح علم وحکمت اور اقوالِ زریں کا ایک بڑا حصہ آپ کی طرف منسوب ہے، لیکن اُن میں سے اکثر چیزیں اصل مراجع میں مجھے نہیں ملیں، اس لیے میں نے انہیں ذکر نہیں کیا۔ اللہ رب العزت خلفائے راشدین سے متعلق لکھی گئی اس سیریز کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور راقم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۰/صفر ۱۴۴۴ھ/ 7/ستمبر 2022ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ

۱......اے علی تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مؤاخات (بھائی چارہ) قائم فرمایا۔ حضرت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں آئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کہا کہ آپ نے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور میرے ساتھ کسی کا بھائی چارہ قائم نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

۲......حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مؤمن کے دوست ہیں

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي. ❷

ترجمہ: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے اور وہ میرے بعد ہر مؤمن کا دوست (اور محبوب) ہے۔

---

❶ سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۳۷۲۰/ سيرة ابن هشام: المؤاخاة بين المهاجرين والأنصار، ج ۱ ص ۵۰۵

❷ سنن الترمذي: أبواب المناقب، مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۳۷۱۲

۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے

حضرت زر بن حُبیش نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے:

وَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑ (کر اس میں سے نباتات کو نکالا) اور ہر ذی روح کو پیدا کیا مجھے سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کریں گے اور صرف منافق ہی بغض رکھیں گے۔

۴......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي. ❷

ترجمہ: جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی۔

۵......میں جس کا محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ سے واپسی پر) خُم نامی پانی کی جگہ پر اترے، تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مسلمانوں سے ان کی جان سے بھی

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن حب الأنصار وعلي رضي الله عنهم من الإیمان، رقم الحدیث: ۷۸

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحدیث: ۴۶۱۹، قال الحاکم والذهبي: صحیح.

زیادہ حقدار ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ حقدار ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ قَالَ: فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَهُ هَنِيئًا يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَمُؤْمِنَةٍ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں جس کا محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے۔ اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو علی سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔ اس کے بعد حضرت عمر کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی تو کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ تو صبح وشام ہر مؤمن کے محبوب ہو گئے۔

۶......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کو مسجد میں کھلا رکھنے کا حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ. ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات سے پہلے) حضرت علی کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند رکھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اور مرض وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو کھلا رکھنے کا بھی حکم فرمایا۔

---

❶ مسند أحمد: ج ۳۰ ص ۴۳۰، رقم الحديث: ۱۸۴۷۹

❷ سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۳۷۳۲

۷......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی کریم سے تعلق

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ. ❶ ترجمہ: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔

۸......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کو عطا میں مقدم کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي، وَإِذَا سَكَتَ ابْتَدَأَنِي. ❷

ترجمہ: میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے اور جب میں خاموش رہتا تو دینے کی ابتداء مجھ سے فرماتے۔

۹......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ، فَكُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُولُ لَهُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي، وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ. ❸

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب عمرة القضاء، رقم الحديث: ۴۲۵۱

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۴۶۳۰، قال الحاكم والذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

❸ السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الخصائص، ذكر الخصائص أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۸۴۴۹

ترجمہ: میرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا تعلق تھا جو کسی اور کا نہیں تھا۔ میں ہر سحری کے وقت آ کر کہتا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِيَّ اللّٰهِ'' اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، اگر آپ کھنکھارتے تو میں اپنے گھر واپس چلا آتا ورنہ گھر میں داخل ہو جایا کرتا تھا۔

۱۰...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کی شفایابی کے لیے دعا کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، اس وقت میں یہ دعا کر رہا تھا اے اللہ! اگر میری موت قریب آ چکی ہے تو مجھے راحت دیدے اور اگر دور ہے تو مجھے صحت عطا فرما اور اگر یہ امتحان ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں نے کلمات دہرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں سے ٹھوکا دیا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ عَافِهِ، أَوِ اشْفِهِ قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ ذٰلِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس کو عافیت یا شفا عطا فرما (راوی کو شک ہے کہ کیا فرمایا۔)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے تکلیف نہیں ہوئی۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کے لیے دعا فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ نے دعا فرمائی اور اللہ رب العزت نے شفاء عطا فرما دی، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی بیمار کی عیادت کرنی چاہیے اور ان کی صحت و عافیت اور شفایابی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

۱۱...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کی دعا کرنا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر

---

❶ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج ٢ ص ٦٩، رقم الحديث: ٦٣٧

روانہ فرمایا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے ہیں:

اللَّهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو مجھے علی کو دکھا نہ دے۔

۱۲...... اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل کو ایمان کے لیے جانچ لیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش والوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر تم ہی میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا، جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے جانچ لیا ہے، وہ تمہاری گردنوں کو مارے گا۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ آدمی میں ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ آدمی میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔

لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ، وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ. ❷

ترجمہ: لیکن وہ آدمی جوتے ٹانکنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے حضرت علی کو ٹانکنے کے لیے دیے تھے۔

۱۳...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں خزانہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ، إِنَّ لَكَ كَنْزًا مِنَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّكَ ذُو قَرْنَيْهَا، فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ومن فضائل علي رضي الله عنه، ج ۲ ص ۶۵۵، رقم الحديث: ۱۱۱۶

❷ مسند أحمد: مسند أبي سعيد الخدري، ج ۱۷ ص ۳۹۱، رقم الحديث: ۱۱۲۸۹

النَّظْرَةَ، فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ. ❶

ترجمہ: اے علی! تمہارے لیے جنت میں ایک خزانہ ہے اور تم اس کے دو کنارے والے ہو۔ لہذا ایک نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالنا، پہلی نظر تو معاف ہے لیکن دوسری نظر معاف نہیں۔

۱۴...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کے لے خصوصی دعائیں کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ کے بزرگ اسلام سے محروم چچا کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا کر ان کو دفن کر دو اور جب تک میرے پاس نہ آؤ کوئی کام (یا بات وغیرہ) نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دفن کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے مجھے نہانے کا حکم دیا، میں نے غسل کیا۔

ثُمَّ دَعَا لِي بِدَعَوَاتٍ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ. ❷

ترجمہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایسی دعائیں فرمائیں کہ مجھے ان کے بدلے زمین کی کوئی چیز لینا بھی پسند نہیں۔

---

❶ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج۲ ص۴۶۷، رقم الحديث: ۱۳۷۳ / المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ج۳ ص۱۳۳، رقم الحديث: ۴۶۲۳، قال الحاكم والذهبي: صحيح.

❷ مصنف عبد الرزاق: كتاب أهل الكتاب، غسل الكافر وتكفينه، ج۶ ص۳۹، رقم الحديث: ۹۹۳۶

۱۵...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کو اہلِ بیت میں شمار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے، آپ اس وقت کالے بالوں سے بنی ہوئی ایک دھاری دار چادر پہنے ہوئے تھے:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ،ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا. ❶

ترجمہ: اتنے میں حضرت حسن آئے آپ نے ان کو ساتھ ملالیا، پھر حضرت حسین آئے آپ نے ان کو بھی ملالیا، پھر حضرت فاطمہ آئیں آپ نے ان کو بھی اپنے ساتھ ملایا، پھر حضرت علی آئے آپ نے ان کو بھی ملایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی، (ترجمہ) اے اہلِ بیت! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تم کو مکمل پاک کردے۔

۱۶...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دین سلامت رہے گا

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم میرے بعد مشقت کا سامنا کروگے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ!

فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي؟ قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ. ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب فضائل أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۲۴۲۴

❷ المستدرک على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج۳ ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۴۶۷۷، قال الحاكم والذهبي: صحيح على شرط الشيخين.

ترجمہ: کیا اس میں میرا دین سلامت ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں تمہارا دین سلامت ہو گا۔

۱۷...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا اسلحہ دینا

حضرت جبلہ کہتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ، أَعْطَى سِلَاحَهُ عَلِيًّا أَوْ أُسَامَةَ. ❶

ترجمہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد کے لیے نہیں جاتے تھے تو اپنا اسلحہ حضرت علی یا حضرت اسامہ کو عطا فرماتے تھے۔

۱۸...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی کے لیے وہ پسند کرنا جو اپنے لیے کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جوڑا بھیجا گیا جس کا تانا یا بانا ریشم کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جوڑا میرے پاس بھیج دیا، میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں اس کا کیا کروں؟ کیا اس کو پہنوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي لَا أَرْضَى لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي. ❷

❶ مسند أحمد: ج ۲۹ ص ۴۳۷/ المعجم الكبير للطبراني: ج ۲ ص ۲۸۶/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۵/ ۲۸۳) رواه أحمد والطبراني في الكبير والأوسط ورجال أحمد ثقات.

❷ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل علي بن أبي طالب، ج ۲ ص ۶۷۴، رقم الحديث: 1151

نہیں، میں جس چیز کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں اس کو تمہارے لیے بھی ناپسند کرتا ہوں۔

۱۹......نگاہِ نبوت میں حضرت علی کا مقام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنا کر پیچھے مدینہ میں چھوڑا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں (یعنی میری خواہش ہے کہ میں بھی جہاد میں شرکت کروں اور کہیں منافقین اس کو بزدلی پر محمول نہ کریں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي. ❶

ترجمہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے بنو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

پیارے بچو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کتنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میرے لیے اس طرح ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے، یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کی صورت میں حضرت ہارون علیہ السلام نائب تھے، اسی طرح میرے غزوہ تبوک میں جانے کی صورت میں تم میرے نائب ہو، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، واضح فرما دیا کہ میں آخری نبی ہوں۔ تم قوم میں میری عدم موجودگی میں اس طرح

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۲۴۰۴

نائب ہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

۲۰......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی سے محبت اور تعلق

ایک دن سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اپنے والدِ گرامی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایام مرض وفات میں ملنے گئیں، جب بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ضرور پوچھتے کہ کیا علی بھی آئے ہیں؟ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی ضروری کام درپیش ہو، اس بار بھی ایسا ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں، ابھی تک تو نہیں آئے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، جو عورتیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں باہر نکل کر دروازہ پر بیٹھ گئیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

وَكُنْتُ مِنْ أَدْنَاهُمْ إِلَى الْبَابِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَيُنَاجِيهِ، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، فَكَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا. (۱)

ترجمہ: میں دروازہ کے قریب تھی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے لگے، پھر اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

(۱) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ومن فضائل علي رضي اللّٰه عنه، ج۲ ص ۶۸۶، رقم الحديث: ۱۱۷۱ / مسند أبي يعلى: مسند أم سلمة زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ج ۱۲ ص ۳۶۴، رقم الحديث: ۶۹۳۴، قال المحقق: إسناده صحيح.

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسی محبت تھی کہ آپ بار بار پوچھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ہیں؟ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نہایت ادب کے ساتھ آپ کے قریب ہو گئے تا کہ آپ کو مرض کی وجہ سے بات کرنے میں تکلیف نہ ہو، اور آپ کے احکامات اور ہدایات سنتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت فرماتے تھے، ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنی چاہیے، محبت اس کا نام نہیں کہ ہم طوطے کی طرح رٹ لگاتے جائیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، صرف دعوے کرنا محبت نہیں کہلاتی، بلکہ جس سے محبت ہو اس کی بات مانی جاتی ہے، اس کی اطاعت اور پیروی کی جاتی ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو اپنائیں، درحقیقت یہی محبت ہے، شاعر نے کیا خوب کہا:

محمد کی محبت درحقیقت پیروی حکم رسالت ہے
سوا اس کے محبت کا فقط دعوی جہالت ہے

۲۱......خوش قسمت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور دوست بنے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک لوگوں کو پوشیدہ طور پر اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے، لیکن جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

ترجمہ: اپنے قریبی رشتے داروں کو خدا کے عذاب سے ڈرائیے۔

تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا اور ان کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا، سب نے خوب سیر ہو کر کھایا، مگر کھانا جوں کا توں باقی تھا جیسے کسی نے چھوا تک نہ

ہوا اور خوب سیر ہو کر پیا مگر مشروب جوں کا توں معجزہ کے طور پر باقی تھا، جیسے کسی نے چھوا بھی نہ ہو، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب! میں تمہاری طرف بطورِ خاص اور تمام لوگوں کی طرف بالعموم مبعوث ہوا ہوں، پھر اوپر والی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا: تم میں سے کون اس بات پر مجھ سے بیعت (عہد) کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی اور دوست بنے گا؟ ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا، سب پر خاموشی چھائی تھی، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، لیکن اس خاموشی کو ایک بچہ نے یہ کہہ کر توڑ دیا میں بنوں گا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑے تھے، انہوں نے دوبارہ دہراتے ہوئے کہا کہ میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا، فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دوبارہ دہرائی، تو اس وقت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے فرمانے لگے کہ میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اپنی بات دہرائی تو اس بار بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فرماتے رہے: میں، میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست مبارک مارا جو کہ ان کے عمل پر خوشی کا اظہار تھا۔ (1)

---

(1) مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج ٢ ص ٤٦٦، رقم الحديث: ١٣٧١/ مجمع الزوائد: كتاب علامات النبوة، باب معجزته صلى الله عليه وسلم في الطعام وبركته فيه، ج٨ ص ٣٠٢، رقم الحديث: ١٤١٠٩، قال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله ثقات.

پیارے بچو! یہ تھی سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کہ تمام خاندان والے موجود ہیں، سب سے ہٹ کر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف داری کر رہے ہیں، یہ ہمیں درس دینا ہے کہ دین کے معاملے میں چاہے سارا خاندان ہمیں روکے ہمیں نہیں رکنا چاہیے، سارے لوگ ماڈرن بننا چاہیں تو بنیں، مگر ہم نے اتباع اور اطاعتِ رسول کرنی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اتباع ہی درحقیقت آپ سے محبت کی علامت ہے۔

۲۲......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت

ایک انصاری عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی اپنے گھر کھانے کی دعوت کی، جو کھانا اس نے تیار کیا تھا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے گھر تشریف لے گئے اور گھر کے صحن میں بیٹھ گئے، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے تھے، دریں اثناء آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، پھر تھوڑا وقت گزرا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا، آپ نے اپنا سرِ اقدس ردائے مبارک میں ڈھانپا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا فَدَخَلَ عَلِيٌّ. (۱)

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والا شخص علی ہو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔

پیارے بچو! دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر آپ نے دعا

(۱) مسند أحمد: مسند جابر بن عبد اللّٰه، ج ۲۲ ص ۴۱۶، ۴۱۷، رقم الحديث: ۱۴۵۵۰ / مسند أبي داود الطيالسي: ج ۳ ص ۲۵۴، رقم الحديث: ۱۷۷۹

فرمائی کہ آنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں، تو آپ ہی آئے، یہ تینوں صحابہ کرام کس قدر خوش قسمت ہیں کہ جنہیں متعدد مرتبہ لسانِ نبوت سے جنت کی بشارت ملی۔

۲۳......اذیتِ علی دراصل اذیتِ رسول ہے

اصحابِ حدیبیہ میں سے جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن گئے تھے، ان میں ایک صاحب حضرت عمرو بن شاس الاسلمی رضی اللہ عنہ بھی تھے، راستہ میں حضرت عمرو کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادتی کی سوجھی اور ان پر خواہ مخواہ غصہ کا اظہار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے دل میں ناراضگی پیدا کرلی، پھر جب وہ مدینہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت اوران پر اپنے غصہ کا مسجد میں اظہار کیا، یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی، ایک ن حضرت عمرو بن شاس رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر پڑی، آپ نے انہیں گھور کر دیکھا تو وہ فوراً سیدھے ہوکر بیٹھ گئے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَمْرُو وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَيْتَنِي قُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أُوذِيَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: بَلَى مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي. (۱)

ترجمہ: اے عمرو! خوب سنو! خدا کی قسم! تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے، حضرت عمرو نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں خدا کی پناہ پکڑتا ہوں کہ آپ کو اذیت دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں، تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے، جو شخص علی کو اذیت پہنچائے گا وہ

(۱) مسند أحمد: ج۲۵ ص ۳۲۰، رقم الحديث: ۱۵۹۶۰، قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/ ۱۲۹) رجال أحمد ثقات/ المستدرك على الصحيحين: ج۳ ص ۱۳۱، قال الحاكم والذهبي: هذا حديث صحيح.

حقیقت میں مجھے اذیت پہنچائے گا۔

پیارے بچو! اللہ تعالی کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی وعید سنائی، ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کریں، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا گویا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے، اس لیے آپ کا ذکر خیر ہمیشہ عقیدت ومحبت کے ساتھ کرنا چاہیے، اور آپ کے فضائل ومناقب سے عوام الناس کو بھی روشناس کرانا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ آسمانِ ہدایت کے چراغ ہیں، جن کی پیروی کریں گے ہدایت پائیں گے۔ آپ کے تمام صحابہ سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے، ہر صحابی کے لیے رضائے الٰہی کا پروانہ ہے اور ہر ایک آپ کا تربیت یافتہ ہے۔

۲۴......نگاہِ نبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے ابن عم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رخصت کیا، تو جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئیں، تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تو ایک تکیہ، گھڑا اور کوزے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور زمین پر سنگریزوں پر ایک چٹائی بچھی ہوئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ جب تک میں نہ آجاؤں آپ اُن سے کوئی بات نہ کرنا، تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزا ہوئے، آپ نے پانی لانے کا حکم دیا، پانی لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی دعا اور ذکر وغیرہ پڑھا جو کچھ پڑھنا اللہ کو منظور تھا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر چھڑک دیا، پھر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا تو وہ حیا وشرم کے مارے اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان پر بھی وہ پانی چھڑکا، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِنِّی لَمْ آلُکِ أَنْ أَنْکَحْتُکِ أَحَبَّ أَهْلِی إِلَیَّ...... ثُمَّ قَالَ لِعَلِیٍّ: دُونَکَ أَهْلَکَ، ثُمَّ خَرَجَ فَوَلَّی قَالَتْ: فَمَا زَالَ یَدْعُو لَهُمَا حَتَّی تَوَارَی فِی حِجْرِهِ. ❶

ترجمہ: یاد رکھو! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے خاندان میں سب سے زیادہ محبوب ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے واپس تشریف لے گئے کہ اپنی اہلیہ کو لو، اور ان دونوں کے لیے مسلسل دعائیں کرتے رہے یہاں تک کہ حجرہ سے باہر آ گئے۔

پیارے بچو! دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا، آپ نے ان کے گھریلو ساز وسامان اور دنیا کو دیکھ کر نہیں بلکہ ان کے زہد وتقوی، اخلاص وللّٰہیت اور اطاعتِ رسول کو دیکھ کر رشتہ دیا۔ معلوم ہوا کہ رشتہ میں معیار تقوی ہوتا ہے دنیاوی مال وزر نہیں۔ نیز آپ نے اپنے چچازاد کو رشتہ دیا، آج کل بعض لوگ کہتے ہیں خاندان میں رشتہ نہ کریں ورنہ خاندانی بیماریاں آئیں گی، دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان میں رشتہ دیا، بیماریاں اللہ کے حکم سے آتی ہیں، خاندانی رشتوں سے محبتیں بڑھتی ہیں اور زندگی پرسکون گزرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے سامنے اُن کے شوہر کے مقام ومرتبہ اور اپنے ساتھ تعلق کو ذکر کیا، فرمایا: مجھے اپنے اہل میں یہ سب سے زیادہ عزیز ہیں، بیٹی کے سامنے اس بات کا اظہار فرما کر انہیں شوہر کے مقام اور اُن کے حقوق کی طرف متوجہ فرمایا۔ پھر پانی منگوا کر دم کر کے اُن پر چھڑکا

❶ المعجم الکبیر للطبراني: ج۲۴ ص۱۳۷، رقم الحدیث: ۳۶۵/ مصنف عبد الرزاق: ج۵ ص۴۸۵، رقم الحدیث: ۹۷۸۱/ قال الهیثمي: في مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۰) رواه کله الطبراني ورجال الروایة الأولی رجال الصحیح.

اور اُن کے لیے مسلسل دعا کرتے کرتے آپ رخصت ہو گئے۔

۲۵......لسانِ نبوت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت

کچھ لوگ رحبہ کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یوں سلام کیا: ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَانَا '' اے ہمارے مولی! آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھلا میں تمہارا مولی کیسے ہو سکتا ہوں، جبکہ تم قوم عرب ہو! لوگوں نے کہا کہ ہم نے غدیر خم (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک وادی) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ، قَالَ رِيَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوَا اتَّبَعْتُهُمْ فَسَأَلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ. ❶

ترجمہ: ''جس کا میں مولی ہوں علی اس کے مولی ہیں، جب وہ لوگ واپس چلے گئے تو ایک شخص ریاح نامی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پیچھے ہولیا اور ان کے متعلق کسی سے پوچھا کہ یہ لوگ جو آئے تھے کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ انصار کی قوم ہے، جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

پیارے بچو! مولی کا مطلب دوست، ساتھی اور تعلق والا، پس جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی تعلق رکھے اور اُن سے اپنی قلبی محبت رکھے اور اُن کا اور اہلِ بیت کا ذکر محبت و عظمت کے ساتھ کرے۔

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل علي رضي اللّٰه عنه، ج۲ ص ۵۷۲، رقم الحديث: ۹۶۷/ سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۳۷۱۳/ مسند أحمد: ج۲ ص ۳۶۹، رقم الحديث: ۹۶۰/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/۱۰۷) رواه أحمد ورجاله ثقات.

۲۶......بغضِ علی درحقیقت بغضِ رسالت ہے

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ابوعبداللہ الجدلی کے پاس آئیں اور تند وتیز لہجہ میں فرمایا کہ کیا تمہارے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کیا جارہا ہے؟ انہوں نے گھبرا کر کہا کہ استغفراللہ استغفراللہ، ام المؤمنین! وہ کیسے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے محبین کو برا بھلا نہیں کہا جاتا ہے؟ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا، فَقَدْ سَبَّنِى. ❶

ترجمہ: جوعلی کو برا بھلا کہے گویا اُس نے مجھے برا بھلا کہا۔

فائدہ: پیارے بچو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوان کو برا بھلا کہے گویا اُس نے مجھے برا بھلا کہا، گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا گویا رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے، اوران سے بغض نہیں رکھتے مگر وہ جو معاذ اللہ منافق ہوں۔

۲۷......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی کے لیے قضاء سے متعلق خصوصی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی جوان تھے، عمر بیس سال سے کچھ تجاوز ہوگی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بوقتِ

❶ مسند أحمد: مسند أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ج۴۴ ص ۳۲۹، رقم الحديث: ۲۶۷۴۸/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/ ۱۳۰) رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح.

روانگی عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے یمن بھیج رہے ہیں، وہاں کے لوگ مجھ سے قضاء کے متعلق پوچھیں گے اور مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر شفقت بھرے انداز میں فرمایا: علی! میرے قریب آؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ قریب ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سینہ پر تھپکی دی اور یہ دعا فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ، كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا، أَوْ مَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر استقامت عطا فرما اور اس کی زبان کو حق گوئی پر استقلال عطا فرما، اے علی! جب دو فریق تیرے پاس مقدمہ لے کر آئیں تو جب تک تم دوسرے کی بات سن نہ لو ان کے درمیان فیصلہ نہ کرنا جیسا کہ پہلے کی بات سنی ہو، جب تم اس طرح کرو گے تو تیرے لیے فیصلہ کرنے میں زیادہ آسانی اور وضاحت ہوگی، حضرت علی فرماتے ہیں میں اس کے بعد مسلسل قاضی رہا، لیکن مجھے کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔

پیارے بچو! اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی، اس کا نتیجہ یہ نکلا، فرمایا میں مسلسل فیصلے کرتا رہا، لیکن مجھے کبھی بھی فیصلہ میں تردد نہیں ہوا، اس دعا کی برکت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے انہیں قضاء میں اونچا مقام عطا کیا، ان کے فیصلے اور علم وحکمت سے بھرپور اقوالِ زریں امت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الأقضية، باب كيف القضاء، رقم الحديث: ۳۵۸۲/ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج۲ ص۲۲۵، رقم الحديث: ۸۸۲

۲۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوتراب اٹھو

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، پھر جب گھر سے نکلے تو غصہ کی حالت میں تھے، اسی حالت میں مسجد میں جا کر لیٹ گئے، کچھ دیر گزری کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پا کر پوچھا: اے فاطمہ! تمہارے چچا زاد کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں، چنانچہ نبی کریم علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں اوران کی چادران کے بدن سے سرک گئی ہے، اور کمر پر مٹی لگ گئی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''قُمْ يَا أَبَا تُرَابٍ'' یعنی اے مٹی والے اٹھو۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ خونی رشتہ یاد دلا کر ان کی خدمت اور حقوق کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ نے انہیں تلاش کر کے محبت کے ساتھ فرمایا: اے ابوتراب اٹھو، پھر اسی کنیت سے آپ مشہور ہوئے، اس واقعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۲۹......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشن گوئی

غزوۃ العشیرۃ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دونوں دوست تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام کیا تو بنو مدلج کے کچھ لوگ نظر آئے جو اپنے چشمہ پر کوئی کام کر رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوالیقظان! کیا خیال ہے ان لوگوں کے پاس چل کر دیکھیں کہ یہ کیا

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج٦ ص ٢٠٢، رقم الحديث: ٦٠١٠

کر رہے ہیں؟ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو چلتے ہیں، چنانچہ دونوں گئے اور ان کے کام کو کچھ دیر تک دیکھتے رہے، پھر نیند کا غلبہ ہوا تو وہاں سے اٹھے اور ایسی جگہ پر جا کر لیٹ گئے جہاں بہت زیادہ ریت تھی، ایسے سوئے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو اپنے پاؤں کے ذریعہ اٹھایا، دونوں ریت سے بھر چکے تھے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلا أُحدِّثُكُما بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أُحَيْمِرُ ثَمُودِ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى قَرْنِهِ حَتَّى يَبُلَّ مِنْهَا هَذِهِ وَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ. [1]

ترجمہ: کیا میں تم کو سابقہ لوگوں میں سب سے بڑے بدبخت آدمی کی خبر نہ دوں؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم ثمود کا ''اُحمیر'' جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو مار ڈالا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کیا میں تم کو بعد میں آنے والے لوگوں میں سب سے بدبخت آدمی کی خبر دوں؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! جو تجھے اس جگہ مارے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا حتی کہ اس سے یہ بھر جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی داڑھی پکڑ کر اشارہ فرمایا۔

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ ایک بدبخت تم پر حملہ کرے گا، اور وہی ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ پر حملہ کیا، اور اسی زخموں میں آپ کی شہادت ہوگئی۔

---

[1] سيرة ابن هشام: سرية سعد بن أبي وقاص، ج ۱ ص ۶۰۰ / السنن الكبرى للنسائي: كتاب الخصائص، أشقى الناس، ج۷ ص ۴۶۴، رقم الحديث: ۸۴۸۵

۳۰......اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ شخص

خیبر مدینہ کے قریب یہودیوں کا ایک مضبوط قلعہ تھا، جس کے سامنے تمام لشکروں کے قدم اکھڑ جاتے اور شہسوار دم توڑ جاتے، اس قلعہ کی بلند و بالا چہار دیواری کی گئی تھی کہ اس کی بلندی تک دشمن کے تیر نہیں پہنچ سکتے تھے، اسی چہار دیواری کے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل ایک ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو خود بھی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالی اس کے ہاتھوں فتح دیں گے، لوگوں نے اس حال میں رات بسر کی کہ ہر شخص کی تمنا تھی کہ اسے یہ شرف حاصل ہو، آپس میں سرگوشی کرتے رہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کو جھنڈا دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے صرف اسی دن امارت کی تمنا کی اس امید پر کہ میں وہ شخص ہو جاؤں جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں، جب صبح ہوئی تو لوگوں کا ایک ہجوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گیا، تعداد مکمل ہوگئی اور صفیں سیدھی ہو گئیں، سب گردنیں لمبی کر کے دیکھنے لگے اور تمنا و آرزو کرنے لگے کہ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوئی: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے، آشوب چشم (آنکھوں کی ایک بیماری جس میں آنکھوں سے پانی بہتا ہے) میں مبتلا تھے، آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: علی! تجھے کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آنکھیں دُکھ رہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قریب ہوئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن رکھا تو ان کو شفاء ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا اور فرمایا: یہ علم لو، اور اسے لے چلو یہاں تک کہ اللہ تعالی تیرے ذریعہ فتح

دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں ان کے ساتھ قتال کروں، تاوقتیکہ وہ ہماری طرح ہوجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُنفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ. ❶

ترجمہ: یوں ہی چلے جاؤ، ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا اور ان کو بتانا کہ ان پر اللہ کا کیا حق واجب ہے، خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے، پھر اللہ رب العزت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر قلعہ کو فتح کردیا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کتنی بڑی فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتا ہے، یا فرمایا: وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ جھنڈا مجھے ملے اور یہ بشارت میرے حق میں ثابت ہو، لیکن یہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں مقدر تھی۔

۳۱......بتوں اور مجسموں کو گرادو

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازہ میں شرکت فرمارہے تھے، اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو مدینہ چلا جائے اور قبروں کو برابر کردے

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۳۷۰۱/ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ۲۴۰۵

(یعنی اُن سے عمارت اور قبہ وغیرہ گرا کر کوہان نما کر کے برابر کر دے،) وہاں جتنے بھی بت ہوں سب کو مسمار کر دے اور اگر کوئی مجسمہ ہو تو اس کی ہیئت بگاڑ دے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، فرمایا تو پھر چل پڑو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی مہم انجام دے کر واپس آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے جو بھی بت دیکھا اس کو مسمار کر ڈالا ہے، جتنی (بلند) قبریں وہاں تھیں سب کو زمین کے برابر کر دیا، کوئی مجسمہ ایسا نہیں ہے جس کی ہیئت نہ بگاڑ دی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا اب پھر کوئی نئے سرے سے ان بتوں اور مجسموں اور قبروں کو تعمیر کرے تو سمجھ لو کہ اس نے جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا اس کا انکار کیا۔ ❶

۳۲......دعائے نبوی کی وجہ سے سردی اور گرمی کا احساس نہ ہونا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محو گفتگو تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ وہ گرمیوں کے کپڑے سردی میں اور سردیوں کے کپڑے گرمی میں پہنا کرتے تھے، لوگوں نے حضرت ابو لیلیٰ رحمہ اللہ سے کہہ رکھا تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب دریافت کریں۔

جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیبر کی طرف بھیجنا چاہتے تھے، جبکہ اس دن میری آنکھ میں تکلیف تھی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آنکھ میں تکلیف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب میری آنکھ پر لگایا اور دعا فرمائی:

❶ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج ۲ ص ۳٦٦، رقم الحديث: ۱۱۷۰

اَللّٰھُمَّ أَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدَ یَوْمِئِذٍ۔ ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس سے گرمی سردی کے اثر کو دور کردے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد کبھی مجھے گرمی سردی کا احساس نہیں ہوا۔

۳۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور دلیری

غزوۂ بدر کے موقع پر عتبہ بن ربیعہ نے تکبر کا اظہار کیا اور اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ غرور وتکبر کے انداز میں مقابلہ میں آیا اور پکار کر کہنے لگا: کوئی ہے مردِ میدان جو سامنے آئے؟ چنانچہ انصار کے تین آدمی اس کے مقابلے کے لیے میدان میں نکلے، ان مشرکین نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم انصار کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان مشرکوں نے کہا کہ ہمارا تم سے کوئی کام نہیں، پھر ایک نے یہ آواز لگائی: اے محمد! ہمارے مقابلہ کے لیے ایسا آدمی بھیجو جو ہماری قوم کی برابری رکھتا ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُمْ یَا عُبَیْدَۃُ بْنَ الْحَارِثِ، وَقُمْ یَا حَمْزَۃُ، وَقُمْ یَا عَلِیُّ، فَلَمَّا قَامُوا وَدَنَوْا مِنْھُمْ، قَالُوا: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالَ عُبَیْدَۃُ: عُبَیْدَۃُ، وَقَالَ حَمْزَۃُ: حَمْزَۃُ، وَقَالَ عَلِیٌّ: عَلِیٌّ، قَالُوا: نَعَمْ، أَکْفَاءٌ کِرَامٌ۔

ترجمہ: اے عبیدہ بن الحارث! تم اٹھو، اے حمزہ! تم بھی اٹھو، اور اے علی! تم بھی اٹھو، سب تلواریں لے کر میدانِ کارزار میں کود پڑے، ان مشرکین نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا حسب ونسب بتایا، کہنے لگے: ہاں تم ہمارے برابر کے ہو۔

چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے ہوا، آپ نے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کردیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید بن شیبہ سے ہوا، آپ نے بھی

❶سنن ابن ماجه: فضل علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ١١٧

اس کو مہلت نہ دی اور جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو گرا دیا، چنانچہ وہ بھی خون میں لت پت ہو کر مر گیا، لیکن حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ ہوتا رہا، ہر ایک نے دوسرے کو خاصہ زخمی کر دیا تھا، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ بن ربیعہ پر حملہ کیا اور اس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شجاعت و بہادری کتنی ہے، ایک ایک وار میں ہی دشمن کا کام تمام کر دیا، عموماً لیڈر اپنوں کو نوازتے ہیں لیکن میدان کارزار میں دشمن کے مقابلے کے لیے نہیں بھیجتے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ اور اپنے چچا زاد اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، آپ کی دعاؤں کے طفیل اللہ رب العزت دشمن کے مقابلے میں فتح عطا فرمائی اور نصرت کے لیے آسمان سے فرشتے اتار دیے۔

۳۴......علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں

فتح مکہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی مکہ سے باہر نہیں نکلے تھے آپ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کی طرف دوڑتی ہوئی آ رہی ہیں اور اپنے کپڑوں میں الجھ کر گر رہی ہیں اور پکار رہی ہیں اے چچا! اے چچا! چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً ان کے پاس پہنچے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنی چچا زاد بہن کو سنبھالو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی سواری پر سوار کر لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ آپس میں الجھنے لگے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کا زیادہ حق دار ہوں، کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میری چچا زاد بہن ہے اور ان

---

❶ سیرة ابن هشام: غزوة بدر الكبرى، ج ١ ص ٦٢٥

کی خالہ میری بیوی ہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ ان کی خالہ کے حق میں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خالہ کا درجہ ماں کی طرح ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب حضرات کی طرف متبسمانہ نظر فرمائی، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ، فَأَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ، فَمِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ، فَأَخُونَا وَمَوْلَانَا. ❶

ترجمہ: اے جعفر! تم میرے اخلاق اور خلقت میں مشابہ ہو، اور اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، حضرت زید سے فرمایا کہ اے زید! تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔

پیارے بچو! اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، یہ ان کے لیے بہت بڑی فضیلت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت بھی لوگوں کے لیے کافی ہے

حضرت ابوطفیل نے ایک صحابی کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتنے فضائل آئے ہیں:

لَوْ أَنَّ مَنْقَبًا مِنْهَا قُسِمَ بَيْنَ النَّاسِ لَأَوْسَعَهُمْ خَيْرًا. ❷

---

❶ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج۲ ص ۱٦١، رقم الحديث: ۷۷۰

❷ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، فضائل علي بن أبي طالب، ج٦ ص ۳۷۳، رقم الحديث: ۳۲۱۲۸

ترجمہ: ان میں سے اگر ایک فضیلت بھی لوگوں کے درمیان تقسیم کردی جائے تو ان کی بھلائی کے لیے کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی واخلاقی اوصاف

حضرت ابن عباس حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا الْحَسَنِ، كَانَ وَاللّٰهِ عَلَمَ الْهُدَى، وَكَهْفَ التُّقَى، وَمَحَلَّ الْحِجَا، وَطَوْدَ النُّهَى، وَنُورَ السُّرَى فِي ظُلَمِ الدُّجَى، وَدَاعِيَةً إِلَى الْحُجَّةِ الْعُظْمَى، عَالِمًا بِمَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى، وَقَائِمًا بِالتَّأْوِيلِ وَالذِّكْرَى، مُتَعَلِّقًا بِأَسْبَابِ الْهُدَى، وَتَارِكًا لِلْجَوْرِ وَالْأَذَى، وَحَائِدًا عَنْ طُرُقَاتِ الرَّدَى، وَخَيْرَ مَنْ آمَنَ وَاتَّقَى، وَسَيِّدَ مَنْ تَقَمَّصَ وَارْتَدَى، وَأَفْضَلَ مَنْ حَجَّ وَسَعَى، وَأَسْمَحَ مَنْ عَدَلَ وَسَوَّى، وَأَخْطَبَ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ وَالنَّبِيَّ الْمُصْطَفَى، وَصَاحِبَ الْقِبْلَتَيْنِ، فَهَلْ يُوَازِيهِ مُوَحِّدٌ، وَزَوْجُ خَيْرِ النِّسَاءِ، وَأَبُو السِّبْطَيْنِ، لَمْ تَرَ عَيْنِي مِثْلَهُ، وَلَا تَرَى حَتَّى الْقِيَامَةِ وَاللِّقَاءِ، فَمَنْ لَعَنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْعِبَادِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اللہ ان پر رحم کرے، واللہ! وہ ہدایت کا جھنڈا، تقوی کا غار، عقل کا محل، حسن کا پہاڑ، اندھیری رات میں رات کے مسافر کا نور، بڑی حجت کی طرف بلانے والے، سابقہ کتب کو جاننے والے، تاویل ونصیحت کے ساتھ کھڑے ہونے والے، اسبابِ ہدایت کے ساتھ لازم رہنے والے، ظلم وایذاء کو چھوڑنے والے، ہلاکت کے رستے سے ایک طرف ہونے والے، ایمان اور تقوی والوں میں بہتر، قمیص وچادر پہننے والوں کے سردار، حج وسعی

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ١٠ ص ٢٣٩، رقم الحديث: ١٠٥٨٩ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن عباس، ج ٧٣ ص ٢١٠

کرنے والوں میں افضل، عدل و برابری کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی، تمام انبیاء و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑے خطیب، دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے، کیا کوئی موحد ان کی برابری کرسکتا ہے؟ عورتوں کی سردار کے شوہر، سبطین (حسن وحسین) کے والد، میری آنکھوں نے ان جیسا دیکھا اور نہ قیامت تک دیکھے گی۔ جوان پر لعنت کرتا ہے اس پر قیامت تک اللہ اور بندوں کی لعنت ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ

ایک روز حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جبکہ وہ کم عمر لڑکے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے، تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی حالت میں ہیں اور آپ کے برابر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہیں اور دونوں نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متحیر ہوکر پوچھا: اے محمد! یہ کیا ہے؟ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور پھیرا اور فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور اسے دے کر اپنے رسولوں کو بھیجا، لہذا میں تجھے بھی اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس ذات کی عبادت کے لیے بلاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ تم لات وعزی سے انکار کرو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات آج سے پہلے کبھی نہیں سنی، اس لیے میں اپنے والد ابو طالب سے بات کیے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ اعلان واظہار سے قبل ان کا راز افشاء ہو، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جب تم اسلام نہیں لاتے ہو تو اس امر کو مخفی رکھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری رات اس حال میں گزری کہ اپنے سچے اور امانت دار چچا زاد کی باتیں قلب ودماغ پر چھائی رہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی، جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

جلدی سے حاضر ہوئے اور دریافت کیا اے محمد! آپ نے وہ کیا دعوت مجھ پر پیش کی تھی؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَتَكْفُرُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَتَبْرَأُ مِنَ الْأَنْدَادِ، فَفَعَلَ عَلِيٌّ، وَأَسْلَمَ فَمَكَثَ عَلِيٌّ يَأْتِيهِ عَلَى خَوْفٍ مِنْ أَبِي طَالِبٍ، وَكَتَمَ عَلِيٌّ إِسْلَامَهُ وَلَمْ يُظْهِرْهُ. ❶

ترجمہ: میں نے یہ دعوت پیش کی تھی کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ تم لات وعزیٰ کا انکار کرو اور شرک سے برأت کا اظہار کرو۔ یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشرف باسلام ہوگئے، کچھ دنوں تک تو ابوطالب سے ڈرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے، اور ظاہر نہ فرماتے۔ (چند دنوں بعد آپ نے اسلام کا اظہار کردیا۔)

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے نمبر پر ایمان لانے والے ہیں، یہ اللہ رب العزت نے آپ کو اعزاز بخشا کہ کوئی اور اس میں آپ کے ساتھ شریک نہیں، جب شرح صدر ہوگیا فوراً ایمان قبول کرلیا، اگر ہمیں کسی بات کے حق ہونے میں کچھ تردد ہو تو ہمیں اس بارے میں غور وخوض کرنی چاہیے، اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا چاہیے، اور حق راستے کو پانے کی تمنا اور دعا بھی کرنی چاہیے، ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن ضرور حق کی رہنمائی ہوجائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک اہم خصوصیت

جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

---

❶ سيرة ابن إسحاق: إسلام علي بن أبي طالب، ص۱۳۷ / دلائل النبوة للبيهقي: ج۲ ص۱۶۱ / البداية والنهاية: ج۳ ص۳۴

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (المجادلة: ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کیا کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور پاک ہونے کا اچھا ذریعہ ہے پھر اگر تم نہ پاؤ تو اللہ رب العزت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَعْمَلْ بِهَا أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا يَعْمَلُ بِهَا أَحَدٌ بَعْدِي، كَانَ عِنْدِي دِينَارٌ فَصَرَفْتُهُ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ، فَكُنْتُ إِذَا نَاجَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْتُ بِدِرْهَمٍ، فَنُسِخَتْ وَلَمْ يَعْمَلْ بِهَا أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا يَعْمَلُ بِهَا أَحَدٌ بَعْدِي. (1)

ترجمہ: اس آیت پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد اس پر کوئی عمل کرے گا، میرے پاس دینار تھا میں نے اس کو دس درہم میں تبدیل کیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کا ارادہ کرتا تو ایک درہم خیرات کر دیتا، یوں وہ سارے درہم ختم ہو گئے، اب یہ آیت منسوخ ہو گئی، پس نہ مجھ سے پہلے اس پر کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی میرے بعد عمل کرے گا۔

پیارے بچو! یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی خصوصیت ہے کہ قرآن کریم میں جب یہ حکم آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرو، یہ حکم اس لیے تھا کہ منافقین بلا وجہ آپ سے سرگوشی کر کے آپ کو تنگ کرتے اور آپ کا قیمتی وقت ضائع کرتے، جب یہ حکم آیا کہ پہلے صدقہ کرو پھر سرگوشی کرو تو منافقین باز آ گئے، تو اس آیت پر

(1) تفسير الطبري: سورة المجادلة تحت هذه الآية، ج۲۳ ص۲۴۸/ تفسير ابن كثير: سورة المجادلة تحت هذه الآية، ج۸ ص۵۰

صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا کہ آپ نے صدقہ دیا پھر سرگوشی کی، پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا، آیت کی تلاوت تو باقی ہے البتہ حکم منسوخ ہوگیا، اس خصوصیت میں کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں۔

والد کے سامنے دین حق کا اظہار

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ انہیں ان کے والد ابو طالب نے دیکھ لیا، یہ پہلا موقعہ تھا کہ جب ابو طالب کو اپنے چھوٹے بیٹے کے بارے معلوم ہوا کہ وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں میں شامل ہو چکا ہے، اوران کے دین ومذہب کو قبول کر چکا ہے اور قریش کے معبودوں سے خود کو بہت دور کر چکا ہے، جب لڑکے نے نماز پوری کر لی تو اپنے والد کی جانب استقلال کے ساتھ متوجہ ہوئے اور بلا تأمل پکار کر کہنے لگے: ابا جان! میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں، اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تصدیق اور اتباع کی ہے، ابو طالب نے کہا: یاد رکھو! یہ شخص آپ کو خیر و بھلائی کی ہی دعوت دیتا ہے، پس اس کے دامن سے وابستہ رہو۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو پھر کیسے بہادر بنے اور ایمان پر ڈٹ گئے کہ بغیر کسی تأمل کے اپنے والد کے سامنے ساری حق بات کہہ دی، ہمیں بھی ادب کے ساتھ حق اور سچی بات کرتے ہوئے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل میں آپ کے پاس بیٹھی تھی کہ حضرت فاطمہ آئیں۔ ان کی رفتار آنحضرت کی رفتار سے بہت ملتی جلتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مَرْحَبًا يَا بِنْتِيْ'' فرمایا اور

اپنے دائیں جانب بٹھالیا۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہ کے کان میں سرگوشی کے انداز میں کچھ فرمایا، وہ رونے لگیں۔ دوبارہ کان میں پھر کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس سے مجھے بڑا تعجب ہوا۔

میں نے فاطمہ سے پوچھا:

کیا بات ہے؟ اس سے پہلے میں نے کبھی بھی ایک ہی وقت میں آپ کو ہنستے ہوئے اور روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت فاطمہ نے جواب دیا:

میں اپنے والد کا راز ظاہر نہیں کروں گی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا: اس روز بیک وقت رونے اور ہنسنے کا کیا مطلب تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، اس لیے اب میں ساری بات بتا دیتی ہوں۔ پہلی مرتبہ آپ نے یہ فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اس پر میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ ارشاد ہوا کہ میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی، اور کیا تمھیں یہ چیز پسند نہیں کہ تم تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو، یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ کو جن فضائل ومناقب سے نوازا اس کی مثال نہیں ملتی۔ صداقت وراست گوئی میں حضرت فاطمہ کا کوئی جواب نہ تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے فاطمہ سے بڑھ کر اور کسی کو راست گو نہیں دیکھا، البتہ ان کے والد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے مکان پر جاتے، اس کے بعد اپنے گھر تشریف لے جاتے، ایک تابعی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کسے محبوب رکھتے تھے؟

ام المؤمنین نے جواب دیا:

’’عورتوں میں فاطمہ کو اور مردوں میں ان کے شوہر کو۔‘‘

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

میں نے نشست و برخاست، عادات و خصائل، طرزِ گفتگو اور اندازِ کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فاطمہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام مشاغلِ حیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو استقبال میں آپ کھڑے ہو جاتے۔ ❶

فیصلے کے وقت معیار تعلق نہیں اللہ کا حکم ہے

جعدہ بن ہبیرہ بڑی تواضع اور وقار کے ساتھ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی مجلس میں بیٹھے تھے، انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ کے پاس دو ایسے آدمی آئیں کہ ان میں سے ایک تو ایسا ہو کہ آپ کی ذات اس کو اپنی، مال اور اہل و عیال سے بڑھ کر محبوب ہو اور دوسرا ایسا ہو کہ اسے آپ سے اتنی نفرت ہو کہ اگر ذبح کرنے کی قدرت پائے تو آپ کو ذبح کر دے، تو کیا آپ اس آدمی کے خلاف فیصلہ کریں گے جو آپ

❶ أسد الغابة في معرفة الصحابة: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج۷ ص ۲۱۶ تا ۲۲۱/ الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: فاطمة بنت رسول الله، ج۴ ص ۱۸۹۳، ۱۸۹۴

سے محبت رکھتا ہے اور جو نفرت رکھتا ہے اس کے حق میں فیصلہ سنائیں گے؟ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا شَیْءٌ لَوْ كَانَ لِی فَعَلْتُ، وَلَكِنْ إِنَّمَا ذَا شَیْءٌ لِلَّهِ. ❶

ترجمہ: اگر ایسا واقعہ ہوا تو میں کروں گا لیکن فیصلہ تو صرف اللہ کے لیے ہے۔

سبحان اللہ!!! پیارے بچو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انصاف اور عدل کی عجیب مثالیں قائم کیں، اگر چہ خصم دشمن کیوں نہ ہو اگر صاحبِ حق ہے تو اسی کو حق دیا جائے، یعنی فیصلہ کرتے وقت قبیلہ، خاندان اور زبان کو نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ کون حق پر ہے، اُس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا، اگر چہ وہ شخص معاملات میں ہم سے اختلافِ رائے رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل

ایک بوسیدہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ دو آدمی آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے، ایک نے کہا کہ اے امام! یہ دیوار کہیں آپ پر گر نہ جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کامل ایمان اور بھروسہ کے ساتھ کہا:

امْضِ كَفَى بِاللَّهِ حَارِسًا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہی کافی ہے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں کا فیصلہ فرما چکے اور اس جگہ سے ابھی ہٹے ہی تھے کہ وہ دیوار گر گئی۔

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالیٰ کی ذات

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۸/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ۸ ص ۵

❷ دلائل النبوة لأبي نعيم: الفصل التاسع والعشرون، ما ظهر على يد علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۵۸۲، رقم: ۵۳۱/ الرياض النضرة: الفصل التاسع، ج ۳ ص ۲۰۱

پر مکمل توکل تھا، جو انہیں نے تعلق مع اللہ اور تقوی سے حاصل تھا، اللہ تعالی بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق معاملہ کرتے ہیں، ان کا جیسے ذاتِ باری تعالی پر کامل یقین تھا رب العالمین نے اُسی کے مطابق معاملہ کیا، اس واقعہ کو محدثین نے آپ کی کرامت میں شمار کیا ہے۔

عقیدہ تقدیر کی وضاحت

ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! مجھے تقدیر کے بارے میں بتایئے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ نے فرمایا:

طَرِيقٌ مُظْلِمٌ لَا تَسْلُكْهُ، وَأَعَادَ السُّؤَالَ، فَقَالَ: بَحْرٌ عَمِيقٌ لَا تَلِجْهُ، فَأَعَادَ السُّؤَالَ، فَقَالَ: سِرُّ اللَّهِ قَدْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَلَا تُفَتِّشْهُ.

ترجمہ: ایک تاریک راستہ ہے، تم اس پر نہیں چل سکو گے، اس نے کہا: مجھے آپ تقدیر کے بارے میں بتایئے، آپ نے فرمایا کہ ایک گہرا سمندر ہے تم اس میں نہیں گھس سکتے ہو، اس آدمی نے پھر کہا کہ آپ مجھے تقدیر کی حقیقت بتایئے، آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا راز ہے جو تجھ سے پوشیدہ ہے، لہذا تم اس راز کا افشاء نہ کرو۔

اس نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ نہیں، آپ مجھے تقدیر کے بارے ضرور بتائیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سوال کرنے والے! یہ بتاؤ کہ اللہ تعالی نے تجھے اپنی منشاء کے مطابق پیدا کیا ہے یا تیری منشاء اور مرضی کے مطابق؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اللہ نے اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس پھر وہ تجھے جس کام کے لیے چاہے استعمال کرے۔ [1]

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۳ ص ۵۱۳/

مرقاة المفاتيح: كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، ج ۱ ص۱۴۷/

تاريخ الخلفاء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ص ۱۴۰

پیارے بچو! ہم ایمانیات میں ایمان مجمل اور ایمان مفصل پر یقین رکھتے ہیں، اسے یاد کرتے ہیں، امید ہے کہ آپ کو یاد بھی ہوں گے، ایمانیات میں سے ہے کہ ہم تقدیر پر ایمان لائیں، اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے، تقدیر کے بارے میں زیادہ نہیں سوچنا چاہیے اور نہ ہی اس سے متعلق سوالات اور بحث ومباحثہ کرنا چاہیے، تقدیر میں ایک مسلمان کے لیے نہایت تسلی ہے، اس پر جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتا یہی تقدیر میں لکھا تھا، وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہوتا ہے، جس پر اُسے اجر وثواب ملتا ہے اور دل مطمئن ہوجاتا ہے، مسلمان کو اللہ تعالی کے ہر فیصلے پر راضی رہنا چاہیے، اسی کو رضا بالقضاء بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امانت ودیانت

آپ ایک امین کے تربیت یافتہ تھے، اس لیے ابتداء ہی سے امین تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو ان امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔

اپنے عہدِ خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت کے ساتھ بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی اس کا اندازہ حضرت ام کلثوم کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ نارنگیاں آئیں، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے ایک نارنگی اٹھالی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اِن سے لے کر لوگوں میں تقسیم کردی۔ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبادت وریاضت

حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کے نہایت عبادت گزار بندے تھے، عبادت ان کا مشغلہ حیات تھا جس کا شاہد خود قرآنِ کریم ہے، کلام پاک کی اس آیت:

---

(1) سیر الصحابہ: ج۱ص۲۸۰/ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب السير، ما قالوا في عدل الوالي وقسمه قليلا كان أو كثيرا، ج٦ ص٤٥٨، رقم الحديث: ٣٢٩٠٢

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: محمد رسول اللہ ہیں اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں باہم رحمدل ہیں، تم ان کو دیکھتے ہو کہ بہت رکوع اور بہت سجدہ کر کے خدا کا فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ'' سے حضرت ابوبکر صدیق ''أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ'' سے حضرت عمر بن خطاب ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ'' سے حضرت عثمان بن عفان ''رُكَّعًا سُجَّدًا'' سے حضرت علی بن ابی طالب اور ''يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا'' سے بقیہ عشرہ مبشرہ صحابہ مراد ہیں:

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ بَقِيَّةُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّةِ. [1]

قرآن مجید کے اس اشارے کے علاوہ خود صحابہ کی زبان سے ان کے اس امتیازی وصف کی شہادت مذکور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عبادات میں جس چیز کا التزام کر لیتے تھے اس پر ہمیشہ قائم رہتے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح، دس بار تحمید اور دس بار تکبیر پڑھ لیا کرو،

[1] معالم التنزيل للبغوي: سورة الحجرات تحت هذه الآية، ج۴ ص ۲۴۵/ زاد المسير في علم التفسير: ج۴ ص ۱۳۸

اور جب سوؤ تو تینتیس بار تسبیح، تینتیس بار تحمید اور چونتیس بار تکبیر پڑھ لیا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَ اللَّهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ فَقَالَ :قَاتَلَكُمِ اللَّهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، نَعَمْ، وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ. ❶

ترجمہ: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی تلقین کی میں نے اس کو چھوڑا نہیں، ابن کواء نے کہا کہ صفین کی شب میں بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: اے اہلِ عراق اللہ تمہیں ہلاک کرے، صفین کی شب میں بھی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دس خصوصیات

حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو افراد پر مشتمل ایک وفد آیا، تو انہوں نے کہا: اے ابن عباس! یا تو آپ الگ ہوکر ہماری بات سنیں یا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں۔ اس وقت تک وہ صحیح تھے، نابینا نہیں ہوئے تھے، فرمایا: میں اٹھ کر تمہارے ساتھ باہر جاتا ہوں، انہوں نے گفتگو کی لیکن ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فارغ ہوکر آئے تو وہ اپنا دامن جھاڑتے ہوئے فرمارہے تھے:

أُفٍّ وَتُفٍّ يَقَعُوْنَ فِيْ رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ.

افسوس! یہ لوگ اس ہستی کی برائی کرتے ہیں جس کو دس خصوصیات حاصل تھیں جو درج ذیل ہیں:

❶ سیر الصحابہ: ج ۱ ص ۲۸۳/ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج ۲ ص ۲۰۳، رقم الحديث: ۸۳۸

۱...... یہ اس شخص کی برائی میں پڑ گئے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لا يُخْزِيهِ اللَّهُ أَبَدًا.

ترجمہ: (قلعہ خیبر کو فتح کرنے کے لیے) میں اس شخص کو (پرچم دے کر) بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کبھی اس کو شرمندہ نہیں فرمائے گا۔

۲...... ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ کے ساتھ بھیجا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا تو فرمایا:

لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ هُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ.

ترجمہ: اس اعلان براءت کے ساتھ فقط وہ شخص جائے گا جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

۳...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن، حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان پر چادر پھیلائی، پھر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا.

ترجمہ: اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت، پس ان سے ہر طرح کی پلیدی دور فرما دے اور انہیں خوب پاک فرما دے۔

۴...... وہ اول شخص ہیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لائے۔

۵...... انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھی تھی اور سو گئے تھے، تو مشرکین ان کا یونہی قصد کرتے رہے جس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرتے تھے اور وہ گمان کرتے رہے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے

تو انہوں نے پکارا: یا رسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہوئے اور مشرکین صبح تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جاسوسی کرتے رہے۔

۶...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف جانے لگے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا میں آپ کے ساتھ چلوں؟ فرمایا: نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ رو پڑے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ.

ترجمہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کی مگر یہ کہ تم نبی نہیں ہو۔

۷...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے گئے ماسوائے بابِ علی کے۔ پس وہ مسجد میں داخل ہوتے تھے حالانکہ وہ جنبی ہوتے تھے اور مسجد ان کی راہ میں تھی، اس کے علاوہ ان کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

۸......اور فرمایا:

مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ.

ترجمہ: میں جس کا ولی اور دوست ہوں تو علی بھی اس کا دوست ہے۔

۹......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ہمیں قرآن میں خبر دی کہ وہ درخت تلے بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا، تو کیا اس کے بعد اس نے دوبارہ ہمیں بتایا کہ وہ ان پر ناراض ہو گیا؟

۱۰......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دینے کی اجازت طلب کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کے احوال سے مطلع ہونے کے باوجود ارشاد فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تمہاری مغفرت کردی (تو ان بدر والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔) ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

حدیث میں آیا ہے کہ بہادر وہ نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے، بلکہ وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کو زیر کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میدان کے مرد تھے، ان کی زندگی کا اکثر حصہ مخالفین کی معرکہ آرائی میں گزرا، لیکن بایں ہمہ انہوں نے ہمیشہ دشمنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ ایک دفعہ ایک لڑائی میں جب ان کا حریف گر کر برہنہ ہو گیا تو اس کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے کہ اس کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی حریف تھیں، لیکن جب ایک بدبخت نے ان کے اونٹ کو زخمی کر کے گرایا تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کی خیریت دریافت کی اور ان کو ان کے طرفدار بصرہ کے رئیس کے گھر میں اتارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کے تمام زخمیوں نے بھی اسی گھر کے ایک گوشے میں پناہ لی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے لیکن ان پناہ گزین دشمنوں سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

جنگِ جمل میں جو لوگ شریکِ جنگ تھے، ان کی نسبت بھی عام منادی کرادی کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے، زخمیوں کے اوپر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں، مال

❶ السنن الكبرى للنسائي: كتاب الخصائص، ذكر خصائص علي بن أبي طالب، ج۷ ص۴۱۷، رقم الحديث: ۸۳۵۵

غنیمت نہ لوٹا جائے، جو ہتھیار ڈال دے اس کو امان ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک حریف کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کیا تھا اور جنگِ جمل کے سپہ سالاروں میں تھے، مگر جب ان کا قاتل ابن جرموز ان کا مقتول سر اور تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: فرزندِ صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا: یہ وہی تلوار ہے جس نے کئی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے مشکلات کا بادل ہٹایا ہے۔

جب ابن جُرموز اجازت لے کر آنے لگا، تو آپ نے فرمایا:

تَقْتُلُ ابْنَ صَفِيَّةَ تَفَخُّرًا؟ ائْذَنُوا لَهُ وَبَشِّرُوهُ بِالنَّارِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَإِنَّ الزُّبَيْرَ حَوَارِيَّ وَابْنُ عَمَّتِي. [1]

ترجمہ: کیا تو ابنِ صفیہ کو قتل کر کے فخر کرتا ہے، اس کو آنے کی اجازت دو، اور جہنم کی بشارت دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے، جو میری پھوپھی کا بیٹا ہے۔

ان کا سب سے بڑا دشمن ان کا قاتل ابن ملجم ہو سکتا تھا، لیکن انہوں نے اس کے متعلق جو آخری وصیت کی تھی وہ یہ تھی کہ اس سے معمولی طور پر قصاص لینا، مثلہ نہ کرنا، یعنی اس کے ہاتھ، پاؤں اور ناک نہ کاٹنا۔ جب وہ آپ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ اس کو اچھا کھانا کھلاؤ اور اس کو نرم بستر پر سلاؤ، اگر میں زندہ بچ گیا تو اس کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا مجھے اختیار ہوگا اور اگر مر گیا تو اس کو مجھ سے ملا دینا، میں خدا کے سامنے اس سے جھگڑ لوں گا۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة، ذکر مقتل زبیر بن العوام، ج۳ ص ۴۱۴، رقم الحدیث: ۵۵۷۸/ الطبقات الکبری: ترجمة: زبیر بن العوام، ج۳ ص ۱۰۵

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس سے اعلیٰ مثال کیا ہو سکتی ہے۔ ❶

علم نحو کے موجد

امام ابوالاسود رحمہ اللہ دؤلی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ متفکر نظر آ رہے ہیں، میں نے اس فکر اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے تمہارے شہر والوں کو دیکھا کہ بولنے میں غلطی کرتے ہیں، لہذا میرا خیال ہے کہ عربی زبان کے اصول وقواعد کے بارے میں کچھ تحریر کردوں، میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ایسا کردیں تو ہمیں زندگی عطا فرمادیں گے اور یہ زبان ہم میں باقی رہ جائے گی۔

تین دن کے بعد میں دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کاغذ میرے سامنے رکھا جس پر تحریر تھا:

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡكَلَامُ كُلُّهُ اسۡمٌ، وَفِعۡلٌ، وَحَرۡفٌ، فَالاسۡمُ: مَا أَنۡبَأَ عَنِ الۡمُسَمَّى، وَالۡفِعۡلُ: مَا أَنۡبَأَ عَنۡ حَرَكَةِ الۡمُسَمَّى، وَالۡحَرۡفُ: مَا أَنۡبَأَ عَنۡ مَعۡنىً لَيۡسَ بِاسۡمٍ وَلاَ فِعۡلٍ.

ترجمہ: کلام تین قسم کا ہوتا ہے، اسم، فعل، حرف، اسم وہ ہے جو مسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو مسمی کی حرکت بتائے اور حرف وہ ہے جو معنی کی خبر دے لیکن اسم وفعل نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ اگر تجھے کوئی نئی بات معلوم ہو تو اس میں اضافہ کردینا اور یہ کہ چیزیں تین قسم کی ہوتی ہیں، ظاہر، پوشیدہ، نہ ظاہر نہ پوشیدہ، پھر میں واپس چلا گیا اور میں نے بھی کچھ اضافہ کیا، اور میں نے حروفِ ناصبہ میں ''إِنَّ، أَنَّ، لَيۡتَ، لَعَلَّ'' کو شامل کیا، لیکن میں نے ''لَكِنَّ'' کو شامل نہیں کیا، آپ نے فرمایا: تم نے اسے کیوں چھوڑ دیا: میں نے کہا: میرے

---

❶ سیر الصحابہ: ج ا ص ۲۸۶/ الطبقات الکبری: ذکر عبد الرحمن بن ملجم، ج ۳ ص ۳۵

نزدیک یہ حروفِ ناصبہ میں سے نہیں ہے، فرمایا یہ بھی ناصبہ ہے، چنانچہ میں نے اس کا بھی اضافہ کیا۔ ❶

جمہور اہلِ روایت کی رائے یہ ہے کہ علم نحو کے واضع امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں:

الجمهور من أهل الرواية على أنّ أوّل من وضع النحو أمير المؤمنين عليّ بن أبی طالب کرم اللّٰه وجهه. ❷

دنیا سے بے رغبتی

آپ کی زندگی کا یہ پہلو بھی بڑا ہی تابناک ہے کہ آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور خشیت الٰہی ہمہ وقت موجود ہوتی تھی، انہوں نے پوری زندگی اس سادگی سے گزاری اور بسر کی کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا۔ آپ کی سادگی، نفس کشی اور دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ کریں، ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے اس حال میں نکلے کہ ایک تہہ بند باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر سے جسم ڈھکے ہوئے تھے، تہبند کو کپڑے کے ایک چیتھڑے سے (کمر بند کی جگہ) باندھ رکھا تھا، ان سے کہا گیا آپ اس لباس میں کس طرح رہتے ہیں؟ تو فرمایا:

إِنَّ لَبُوسِي أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ، وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِي بِيَ الْمُسْلِمُ. ❸

ترجمہ: یہ لباس اس لیے پسند کرتا ہوں کہ یہ تکبر ونمائش سے بہت دور ہے اور زیادہ مناسب ہے کہ کوئی مسلمان اس میں میری اقتداء کرے۔

❶ معجم الأدباء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴ ص ۱۸۱۳ / سير أعلام النبلاء: أبو الأسود الدولي، ج۴ ص ۸۴

❷ إنباه الرواة على أنباه النحاة: ذكر أول من وضع النحو، ج ۱ ص ۳۹

❸ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۲/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۵

بیت المال کی رقم سے احتراز

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے کہ حاکم وقت اپنی ذات پر اور اہل وعیال پر کس قدر بے جا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی رعیت کا بالکل ہی خیال نہیں کرتے اور گویا کہ پوری زندگی عیش وعشرت اور لہو ولعب میں بسر ہوتی ہے۔ بس آخری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اعلیٰ منصب کو حاصل کیا جائے اور جب اس میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو خوفِ خدا ان کے دل سے نکل جاتا اور وہ ہر طرح کے اخلاقی جرائم اور گناہ میں ملوث ہوجاتے۔ ایسے افراد کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق وکردار اور طرزِ زندگی مشعلِ راہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دورِ خلافت میں ایک حبہ بھی بیت المال کا اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا، بلکہ بعض لوگوں نے ان کو ہدایا دیے اُسے بھی خلقِ خدا کی امانت سمجھ کر بیت المال میں جمع کر دیا۔ آپ نے بیت المال کی رقم کی اس طرح حفاظت کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کو ایک صاحب نے ہدیہ دیا اور وہ ہدیہ کیا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں، مگر اس کو بھی بیت المال میں پہنچا دیا، آپ نے ایک خطبہ میں صراحت کی ہے:

مَا أَصَبْتُ مِنْ فَيْئِكُمْ إِلا هَذِهِ الْقَارُورَةَ، أَهْدَاهَا إِلَيَّ الدِّهْقَانُ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى بَيْتِ الْمَالِ، فَفَرَّقَ كُلَّ مَا فِيهِ. (۱)

ترجمہ: (لوگو! میں نے تمہارے مال سے نہ تھوڑا لیا، نہ بہت) سوائے اس شے کے، اور جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر دکھائی، جس میں عطر یا کوئی خوشبو تھی، حضرت علی نے کہا مجھے ایک دہقان نے یہ ہدیہ دیا ہے، پھر بیت المال تشریف لے گئے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا۔

---

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۳ ص ۱۱۱۳/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص ۴۸۰

تنگدستی کے ایام میں تلوار فروخت کرنا

حضرت مجمّع تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر بازار گئے اور فرمایا:

من يشترى منى سيفى هذا فلو كان عندى أربعة دراهم اشترى بها إزارا ما بعته. ❶

ترجمہ: مجھ سے میری یہ تلوار خریدنے کے لیے کون تیار ہے؟ اگر لنگی خریدنے کے لیے میرے پاس چار درہم ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔

اپنی ابدی زندگی کی تیاری کرو

حضرت مدائنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک امیر کو یہ خط لکھا:

رُوَيْدًا فَكَأَنْ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَى، وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِى يُنَادِى الْمُغْتَرُّ بِالْحَسْرَةِ، وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ التَّوْبَةَ، وَالظَّالِمُ الرَّجْعَةَ. ❷

ترجمہ: ٹھہرو اور یوں سمجھو کہ تم زندگی کے آخری کنارے پر پہنچ گئے ہو، تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے، اور تمہارے اعمال تمہارے سامنے اس جگہ پیش کیے جا رہے ہیں، جہاں دنیا کے دھوکہ میں پڑا ہوا ہائے حسرت پکارے گا، اور زندگی ضائع کرنے والا تمنا کرے گا کہ کاش میں توبہ کر لیتا، اور ظالم تمنا کرے گا کہ اُسے (ایک دفعہ پھر دنیا میں) واپس بھیج دیا جائے (تا کہ وہ نیک عمل کر کے آئے اور یہ جگہ میدانِ حشر ہے۔)

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۲

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۱۵/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ۸ ص ۸

حضرت علی کی ایمانی پختگی اور فہم وفراست

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ نے بدعہدی کی ہے، تو آپ نے فتح مکہ کے لیے تیاریاں شروع کردیں، دوسری جانب حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے نام ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ روانگی اور مکہ پر فوج کشی کی تیاریوں کے متعلق خبر کا ذکر کیا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے وہ خط ایک عورت کو دیا، اور اس کو کچھ مال دیا کہ وہ یہ خط قریش مکہ تک پہنچادے، چنانچہ اس عورت نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں چھپا کر اوپر سے باندھ دیا اور فوری طور پر مکہ کے لیے روانہ ہوئی، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی خبر وحی آسمانی کے ذریعہ پہنچ گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم کو گرفتاری کے لیے بھیجا اور فرمایا: اس عورت کو گرفتار کرو، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے ہاتھ قریش مکہ کو خط لکھا ہے، جس میں اس نے ہماری تیاری وغیرہ کے متعلق ان کو ہوشیار کیا ہے، وہ دونوں حضرات دوڑتے ہوئے گئے اور اس عورت کو اسی جگہ پالیا، اس عورت سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی خط ہے؟ اس نے گھبراتے ہوئے کہا: نہیں، میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ان دونوں نے اس عورت کے سامان اور کجاوہ کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا، جب وہ ناامید ہوکر واپس جانے لگے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو پُرعزم اور ایمان بھرے لہجے میں کہا:

إِنِّي أَحلِفُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ وَلا كُذِبنَا، وَلَتُخرِجِنَّ إِلَيَّ هَذَا الْكِتَابَ أَوْ لَنَكْشِفَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنهُ، قَالَتْ: أَعرِضْ عَنِّي، فَأَعرَضَ عَنهَا، فَحَلَّتْ قُرُونَ رَأْسِهَا، فَاستَخرَجَتِ الْكِتَابَ مِنهُ، فَدَفَعَتهُ إِلَيهِ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. ❶

❶ تاریخ الطبری: سنة ثمان من الهجرة، ج۳ ص ۴۸، ۴۹

ترجمہ: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنے والی وحی جھوٹی نہیں ہوسکتی، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہم سے جھوٹ نہیں بولا، بخدا! تم وہ خط نکالو ورنہ ہم تمہیں برہنہ کردیں گے، جب اس عورت نے معاملہ کی سنگینی اوران کے چہرہ پر آثارِ سنجیدگی دیکھی تو کہنے لگی: ذرا چہرہ پھیرو، آپ نے اس سے منہ پھیرا، تو اس نے اپنے سر کے بالوں سے وہ خط نکالا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دمک اٹھا، وہ خط پکڑا اوراسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوگئے۔

پیارے بچو! حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کو اشارتاً اس واقعہ کی اطلاع اس لیے دے رہے تھے کہ مکہ میں ہر ایک کی کوئی نہ کوئی رشتہ داری یا تعلق موجود تھا، اِن کے اہل وعیال مکہ میں تھے، انہوں نے سمجھا میرے اس احسان کی وجہ سے مکہ کے لوگ میرے اہل وعیال کے ساتھ حسنِ سلوک کریں گے، انہیں پورا یقین تھا کہ اللہ رب العزت مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائے گا، انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا:

أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَمُؤْمِنٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ مَا غَيَّرْتُ وَلا بَدَّلْتُ.

ترجمہ: خبردار! اللہ کی قسم! میں اللہ اوراس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، میں نے دین کو بدلا نہیں اور نہ دین کو چھوڑا (یعنی میں معاذ اللہ مرتد نہیں ہوا۔)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اہلِ بدر میں سے ہیں جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ. (1)

ترجمہ: یقیناً یہ بدر میں موجود تھے، آپ کو کیا معلوم کہ اللہ رب العزت نے اہلِ بدر کی

(1) صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، رقم الحديث: ٣٠٠٧

طرف (نظر رحمت فرمائی) اور فرمایا کہ تم کچھ بھی کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایمان کی پختگی اور فہم وفراست معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے تو یہ کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتی، آپ کی خبر وحی سے ہوتی ہے، خط نکالو ورنہ میں تمہیں برہنہ کر دوں گا، آپ کی اِس لاجواب فہم اور غیر متزلزل ارادے سے وہ سمجھ گئی اور فوراً نکال کر دے دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے سامنے بھی جب کوئی اللہ اور اس کے رسول کا حکم آئے تو فوراً عمل کرنا چاہیے، اس میں کبھی شک وشبہ نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی وحی کی باتوں کو اپنی ناقص عقل پر تولنا چاہیے۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات کتنی سچی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیسا پختہ یقین تھا، جب ہم بھی قرآن کریم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں کو صدقِ دل سے تسلیم کریں گے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے تو پھر کفار اور کفار کے جاسوس ایسے ہی ڈریں گے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جلال دیکھ کر اس عورت نے فوراً وہ خط حوالے کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودی کو لاجواب کر دیا

ایک یہودی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور طنزاً کہنے لگا: تم کیسے ہوا بھی اپنے نبی کو دفنا کر فارغ نہ ہوئے آپس میں اختلاف کرنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس یہودی کے مقصد اور ارادے کو بھانپ گئے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہمارا اختلاف تو صرف خلافت کے بارے میں ہوا تھا:

ولـكنكم ما جفت أرجلكم من البحر حتى قلتم لنبيكم: اجعل لنا إلها كما لهم آلهة. (1)

(1) ربيع الأبرار: الباب التاسع عشر، الجواب المسكتة، ج ٢ ص ٤٧

ترجمہ: جب کہ تمہارا حال یہ ہے کہ ابھی تمہارے پیر دریا عبور کر کے خشک نہ ہوئے تھے کہ تم اپنے نبی سے کہنے لگ گئے ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیجیے جیسا کہ ان کے لیے معبود ہیں۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برجستگی اور حاضر دماغی دیکھیے کہ کیسے یہودی کو لاجواب کر دیا، ہمیں چاہیے کہ فرقِ باطلہ سے متعلق بھی معلومات رکھیں، ان کے دلائل کا جواب اپنے پاس تیار رکھیں تا کہ بوقتِ ضرورت اُسے استعمال کر سکیں، اللہ رب العزت نے آپ کو الزامی اور مُسکت جواب کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا، جب انسان کی زندگی میں تقوی اور خشیت ایسی ہو تو اللہ رب العزت اُسے علم وہبی عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زُہد

آپ کی ذات گرامی زہد فی الدنیا کا نمونہ تھی، بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کی ذات پر زُہد کا خاتمہ ہو گیا، آپ کے شانہ فقر میں دنیاوی شان وشکوہ کا گزر نہ تھا، کوفہ تشریف لائے تو دار الامارت کے بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ عمر بن الخطاب نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان ہی میرے لیے بس ہے۔

بچپن سے پچیس چھبیس برس کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور شہنشاہ اقلیم زہد وقناعت کے یہاں دنیاوی عیش کا کیا ذکر تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو علیحدہ مکان میں رہنے لگے اس نئی زندگی کے ساز وسامان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ سیدہ جنت جو ساز وسامان اپنے میکہ سے لائی تھیں اس میں ایک چیز کا بھی اضافہ نہ ہو سکا۔ چکی پیستے پیستے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے، گھر میں اوڑھنے کی صرف ایک چادر تھی، وہ بھی اس قدر مختصر کہ پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا اور

سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا۔ معاش کی یہ حالت تھی کہ ہفتوں گھر میں دھواں نہیں اٹھتا تھا۔ تنگدستی کے ایام میں عوالی مدینہ میں دیکھا کہ ایک ضعیفہ کچھ اینٹ پتھر جمع کر رہی ہے، خیال ہوا کہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے، اس کے پاس پہنچ کر اجرت طے کی اور پانی سینچنے لگے، یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے، غرض اس محنت ومشقت کے بعد ایک مٹھی کھجوریں اجرت میں ملیں، لیکن تنہا خوری کی عادت نہ تھی، یہ اجرت لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کھجوروں میں سے کچھ تناول فرمایا۔ ❶

ایامِ خلافت میں بھی زُہد کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور آپ کی زندگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ موٹا جھوٹا لباس اور روکھا پھیکا کھانا ان کے لیے دنیا کی سب سے بڑی نعمت تھی۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زُریر نامی ایک صاحب شریک طعام تھے، دستر خوان پر کھانا نہایت معمولی اور سادہ تھا، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کو پرندے کے گوشت سے شوق نہیں؟ فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ إِلا قَصْعَتَانِ: قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ، وَقَصْعَةٌ يَضَعُهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ. ❷

ترجمہ: ابن زریر! خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال میں سے صرف دو پیالوں کا حق ہے، ایک خود کھائے اور اہل کو کھلائے اور دوسرا خلقِ خدا کے سامنے پیش کرے۔

گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی، شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں، ایک مرتبہ شفیق باپ کے پاس اپنی مصیبت بیان کرنے لگیں، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے اس لیے واپس آ گئیں، تھوڑی دیر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اطلاع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور فرمایا کیا تم کو

❶ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج٢ ص ١٠٢، رقم الحديث: ٦٨٧

❷ مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج٢ ص ١٩، رقم الحديث: ٥٧٨

ایسی بات نہ بتادوں جو ایک خادم سے کہیں زیادہ تمہارے لیے مفید ہو، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کی تعلیم دی۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے امراء اور گورنروں کو وصیت

حضرت مہاجر عامری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی کو ایک شہر کا گورنر بنا رکھا تھا، اُسے یہ خط لکھا:

أَمَّـا بَـعْدُ فَلَا تُطَوِّلَنَّ حِجَابَکَ عَلَی رَعِیَّتِکَ، فَإِنَّ احْتِجَابَ الْوُلَاةِ عَنِ الـرَّعِيَّةِ شُـعْبَةُ الـضِّيقِ، وَقِلَّةُ عِلْمٍ بِالْأُمُورِ، وَالِاحْتِجَابُ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ مَا احْتُـجِبُـوا دُونَهُ، فَيَضْعُفُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ، وَيَعْظُمُ الصَّغِيرُ، وَيَقْبُحُ. الْحَسَنُ، وَيَحْسُنُ الْقَبِيحُ، وَيُشَابُ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ.

ترجمہ: اما بعد! تم اپنی رعایا سے زیادہ دیر غائب نہ رہو (جب کسی ضرورت کی وجہ سے ان سے الگ ہونا پڑے تو ان کے پاس جلدی واپس آجاؤ) کیونکہ امیر کے رعایا سے الگ رہنے کی وجہ سے لوگ تنگ ہوں گے اور خود امیر کو لوگوں کے حالات تھوڑے معلوم ہوسکیں گے، بلکہ جن سے الگ رہے گا ان کے حالات بالکل معلوم نہ ہوسکیں گے۔ (جب امیر لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھے گا بلکہ الگ رہے گا تو اسے سنی سنائی باتوں پر ہی کام چلانا پڑے گا، اس طرح سارا دارومدار سنانے والوں پر آجائے گا اور سنانے والوں میں غلط لوگ بھی ہوسکتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) پھر اس کے سامنے بڑی چیز کو چھوٹا اور چھوٹی چیز کو بڑا اور اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے گا اور یوں حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہوجائے گا۔

---

❶ سیر الصحابہ: ج۱ص۸۱،۲۸۲/ صحيح البخاري: كتاب الدعوات، باب التكبير والتسبيح عند المنام، رقم الحديث: ٦٣١٨

اورامیر بھی انسان ہی ہے۔لوگ اس سے چھپ کر جو کام کررہے ہیں وہ ان کونہیں جانتا ہے۔اورانسان کی ہر بات پرایسی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں جن سے پتہ چل سکے کہ اس کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔لہذا اب اس کا حل یہی ہے کہ امیر اپنے پاس لوگوں کی آمد ورفت کو آسان اور عام رکھے (جب لوگ اس کے پاس زیادہ آئیں گے تو اسے حالات زیادہ معلوم ہوسکیں گےاور پھر یہ فیصلہ صحیح کرسکے گا۔)اوراس طرح یہ امیر ہرایک کواس کا حق دے سکے گا۔ لہذا تم ان دوقسم کے آدمیوں میں سےایک قسم کےضرور ہوگے یا تو تم سخی آدمی ہوگےاور حق میں خرچ کرنے میں تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہوگا۔اگر تم ایسے ہواور تم نے لوگوں کو دیناہی ہےاوران سےاچھےاخلاق سے پیش آناہی ہےتو پھر تمہیں لوگوں سے الگ رہنے کی کیا ضرورت؟اوراگر تم کنجوس ہو،اپنا سب کچھ روک کررکھنے کی طبیعت رکھتے ہو،تو پھر تو لوگ چند دن تمہارے پاس آئیں گےاور جب انہیں تم سے کچھ ملے گانہیں تو وہ خود ہی مایوس ہوکر تمہارے پاس آنا چھوڑ دیں گے،اس صورت میں بھی تمہیں ان سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور ویسے بھی لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں ہی لے کرآتے ہیں کہ یا تو کسی ظالم کی شکایت کریں گے یا تم سے انصاف کے طالب ہوں گے۔اور یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے پورا کرنے میں تم پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔(لہذا لوگوں سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے)اس لیے میں نے جو کچھ لکھا ہےاس پرعمل کرکےاس سے فائدہ اٹھاؤ۔اور میں تمہیں صرف وہی باتیں لکھ رہا ہوں جن میں تمہارافائدہ ہےاور جن سے تمہیں ہدایت ملے گی ان شاءاللہ۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عدل وانصاف

حضرت کلیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے

❶تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۱۶/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ۸ ص ۸

مال آیا۔ آپ نے اسے سات حصوں میں تقسیم کیا، اس میں آپ کو ایک روٹی زائد ملی، آپ نے اس کے سات ٹکڑے کیے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، پھر لشکر کے ساتوں حصوں کے امیروں کو بلایا اور ان میں قرعہ اندازی کی تا کہ پتہ چلے کہ ان میں سے پہلے کس کو دیا جائے:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَتَاهُ مَالٌ مِنْ أَصْبَهَانَ، فَقَسَمَهُ بِسَبْعَةِ أَسْبَاعٍ، فَفَضَلَ رَغِيفٌ، فَكَسَرَهُ بِسَبْعِ كِسَرٍ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ جُزْءٍ كِسْرَةً، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَ النَّاسِ أَيُّهُمْ يَأْخُذُ أَوَّلَ. (1)

حضرت علی کی شجاعت و بہادری اور عالی اخلاق

غزوہ احد میں جب معرکہ اپنے عروج پر تھا، تو اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے علمبردار ہوئے، تو مشرکین کی طرف سے ابوسعد بن ابی طلحہ نے ان کو دیکھا اور اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدانِ جنگ کے بیچ میں پہنچا، اور فخریہ انداز میں کہنے لگا: کیا کوئی مردِ میدان ہے؟ کسی نے جواب نہیں دیا، اس نے غرور و تکبر کے لہجہ میں پکارا: کیا تم یہ نہیں کہا تمہارے مقتول جنت میں اور ہمارے مقتول دوزخ میں جائیں گے، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ وہ میری تلوار کے ذریعہ جنت میں چلا جائے، یا میں اس کی تلوار سے دوزخ میں چلا جاؤں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مشرک ابوسعد بن ابی طلحہ کی پکار کا جواب دیتے ہوئے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت تک تجھ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ تو مجھے اپنی تلوار سے جنت میں نہ پہنچا دے یا میں تجھے اپنی تلوار سے جہنم رسید نہ کردوں، دونوں میدانِ کارزار میں نکلے، دونوں کا مقابلہ ہوا، دونوں نے اپنے اپنے وار کیے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کی ایک ضرب لگائی اور

(1) السنن الکبریٰ للبیهقي: باب التسوية بين الناس في القسمة، ج٦ ص٥٦٧، رقم الحديث: ١٢٩٨٩

اس کی ٹانگ کاٹ دی اور وہ زمین پر گر پڑا، اور ابوسعد برہنہ ہوگیا، پھر وہ ملتجی ہوا: اے ابن عم! میں تجھے خدا کی قسم دے کہ کہتا ہوں اور تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے پوچھا: بھلا آپ نے اس کو کیوں چھوڑ دیا، اس کا کام ہی تمام کر دیتے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ میرے سامنے اس کا ستر کھل گیا تھا اور اس نے مجھ سے رحم کی اپیل بھی کی تھی۔ ❶

پیارے بچو! آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری دیکھی کیسے اپنے دشمن کے سامنے مجاہدانہ انداز میں آئے اور جذبہ جہاد وشوقِ شہادت کا نعرہ لگایا، کیسی طاقت اللہ تعالی نے عطا کی تھی کہ ایک ہی وار میں ابوسعد کی ٹانگ کاٹ دی، اور جب اس نے معافی چاہی، رحم طلب کیا تو فوراً معاف بھی کر دیا، ہمیں بھی طاقت ور بننا چاہیے اور دشمن سے مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے، اور اپنے اخلاق کو مثالی بنانا چاہیے، ایسے اخلاق اپنانے چاہیے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پختہ ایمان ویقین

حضرت علی رضی اللہ عنہ شب میں نفلیں پڑھنے مسجد کو تشریف لایا کرتے تھے، بعض حضرات نے ایک بار ان کا پہرا دیا، جب آپ نماز سے فراغت کے بعد باہر آئے اور ان لوگوں کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ کی حفاظت کے لیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آسمان والوں سے یا زمین والوں سے؟ لوگوں نے کہا کہ زمین والوں سے، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إن أهل الأرض لا يعملون بعمل حتى يقضى في السماء فإن على جنة

❶ سيرة ابن هشام: غزوة أحد، ج ۲ ص ۷۳، ۷۴

حصينة إلى يومي وذكر أنه لا يجد عبد حلاوة الأيمان حتى يستيقن يقينا غير ظان أن ما أصابه لم يكن ليخطئه وأن ما أخطأه لم يكن ليصيبه. ❶

ترجمہ: جب تک کسی بات کا فیصلہ آسمان میں نہیں ہوجاتا اس وقت تک کوئی چیز زمین پر رونما نہیں ہوتی، اور فرمایا کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی لذت کوئی شخص اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک یہ یقین نہ کرلے کہ جو کچھ (اچھا یا برا) اسے پہنچا ہے وہ ٹلنے والا نہ تھا اور جو اسے نہیں پہنچا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشعار کی صورت میں عمدہ اخلاق کو بیان کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَكَارِمَ أَخْلَاقٌ مُطَهَّرَةٌ فَالْعَقْلُ أَوَّلُهَا وَالدِّيْنُ ثَانِيهَا

وَالْعِلْمُ ثَالِثُهَا وَالْحِلْمُ رَابِعُهَا وَالْجُوْدُ خَامِسُهَا وَالْعُرْفُ سَادِيُهَا

وَالْبِرُّ سَابِعُهَا وَالصَّبْرُ ثَامِنُهَا وَالشُّكْرُ تَاسِعُهَا وَاللِّيْنُ عَاشِيُهَا

وَالنَّفْسُ تَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصَدِّقُهَا وَلَسْتُ أُرْشَدُ إِلَّا حِيْنَ أَعْصِيُهَا

وَالْعَيْنُ تَعْلَمُ فِي عَيْنَيْ مُحَدِّثِهَا مَنْ كَانَ مِنْ حِزْبِهَا أَوْ مِنْ أَعَادِيُهَا

عَيْنَاكَ قَدْ دَلَّتَا عَيْنِيْ مِنْكَ عَلٰى أَشْيَاءَ لَوْ لَا هُمَا مَا كُنْتَ تُبْدِيُهَا

۱...... بلندی اور عزت کے اسباب (درج ذیل) پاکیزہ اخلاق ہیں، نمبرا عقل۔ نمبر۲ دین۔

۲...... تیسرے نمبر پر علم ہے، چوتھے نمبر پر حلم (بردباری)، پانچویں نمبر پر سخاوت اور چھٹے نمبر پر عرف وعادت کی رعایت ہے۔

---

❶ تاريخ مدنية دمشق: ترجمة: على بن أبي طالب، ج۴۲ ص۵۵۳/ دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: الفصل التاسع والعشرون، ما ظهر على يد علي بن أبي طالب، ج ا ص ۵۸۲

۳...... ساتویں نمبر پر نیکوکاری، آٹھویں نمبر پر صبر واستقامت، نویں نمبر پر شکر اور دسویں نمبر پر نرم خو اور نرم رویہ ہونا ہے۔

۴...... میرا نفسِ امارہ جانتا ہے کہ میں اس کی تصدیق نہیں کر رہا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک میں اپنے نفس کی مخالفت نہ کروں مجھے راہِ ہدایت نہیں مل سکتی۔

۵...... آنکھ بولنے والے کی آنکھوں میں جھانک کر جان لیتی ہے کہ کون دوست اور کون دشمن ہے۔

۶...... تیری آنکھوں نے میری آنکھوں کو وہ کچھ بتایا ہے کہ اگر تیری آنکھیں نہ ہوتیں تو تُو وہ باتیں زبان سے کبھی نہ بتلا سکتا۔ ❶

حضرت علی کی سفر ہجرت میں قربانیاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مختصر زادِ راہ لیا اور رات کے اندھیرے میں مشرکین مکہ سے چھپ کر رختِ سفر باندھا، بعد اس کے کہ آپ تین روز تک ان امانتوں کی ادائیگی کے لیے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حوالہ کی تھیں، مکہ میں مقیم رہے، آپ بلا تردد اور بلا خوف جرأت مندی کے ساتھ سفر طے کرتے رہے، رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں روپوش ہو جاتے، حتی کہ آپ مدینہ کے قریب پہنچ گئے، حال یہ تھا کہ پاؤں مبارک سوج گئے اور پھٹ گئے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو فرمایا:

اُدْعُوا لِي عَلِيًّا قِيلَ: لَا يَقْدِرُ أَنْ يَمْشِيَ. فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَنَقَهُ، وَبَكَى رَحْمَةً لِمَا بِقَدَمَيْهِ مِنَ الْوَرَمِ، وَتَفَلَ فِي يَدَيْهِ وَأَمَرَّهُمَا عَلَى قَدَمَيْهِ، فَلَمْ يَشْتَكِهِمَا بَعْدُ حَتَّى قُتِلَ. ❷

❶ أدب الدنيا والدين، فضل العقل، ج ۱ ص ۲۶

❷ الكامل لابن الأثير: ذكر هجرة النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۱ ص ۶۹۸

ترجمہ: علی کو میرے پاس بلاؤ، عرض کیا گیا وہ تو پیدل نہیں چل سکتے، زیادہ چلنے کی وجہ سے ان کے پاؤں متورم ہیں، چنانچہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زمین پر پڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جذبۂ شفقت ورحمت سے رونے لگے اور محبت سے گلے لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک میں لعاب دہن ڈال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدموں کو لگا دیا تو وہ اس سے بالکل ٹھیک ہو گئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زندگی بھر اپنے قدموں میں تکلیف نہیں ہوئی تھی، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

پیارے بچو! آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جرأت دیکھی کہ مکہ مکرمہ میں تین روز ٹھہرے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونپی امانتیں لوگوں کو واپس کرتے رہے، پھر وہ مشکل سفر طے کیا، باوجود یہ کہ دشمن اسی تاک میں تھے کہ ان کو اذیت پہنچائی جائے، یہ سب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تھا، پھر اس کا صلہ بھی تو دیکھئے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی محبت فرمائی کہ اپنا لعابِ دہن اِن کے پاؤں میں لگایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کا مل جانا بہت بڑی نعمت ہے، اور پھر دین کی خاطر ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ رب العزت نے صحت عطا فرمائی اور لعاب مبارک کی برکت کی وجہ سے ساری عمر پھر پاؤں میں کبھی درد نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تین دن تک اکیلے مکہ میں رہنا، پھر امانتوں کو سپرد کرنا اور پھر سفر ہجرت کی مشقتوں کو برداشت کرنا اور پاؤں مبارک پر ورم آ جانا یہ سب آپ کی دینِ اسلام کے لیے قربانیاں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کسب حلال

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ عمامہ باندھے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، فرمانے لگے ایک بار میں مدینہ میں شدید بھوک کا شکار ہو گیا، جس کی وجہ سے میں مزدوری کی

تلاش میں مدینہ کے اطراف میں نکل گیا، وہاں پر کھجور کے عوض ایک خاتون کی میں نے مزدوری کی، ہر ڈول کے عوض ایک کھجور اجرت طے پائی، میں نے سولہ ڈول پانی کے کھینچے حتی کہ میرے ہاتھ شل ہوگئے۔ پھر میں عورت کے پاس گیا اور سولہ کھجوریں لے کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کھجوریں آج کی میری مزدوری کا عوض ہیں، پھر آپ نے بھی میرے ساتھ کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔ ❶

مسلح مغرور کافر کے غرور کو خاک میں ملا دیا

غزوہ خندق کے موقع پر ایک کافر شہسوار عمرو بن عَبد وُدّ پورے جسم کو لوہے میں ڈھانپ کر غرور وتکبر کے لہجہ میں اپنی تلوار کو ہلاتے ہوئے کہنے لگا: ہے کوئی مردِ میداں جو میرے مقابلہ میں آئے؟ کسی نے اس کی للکار کا جواب نہیں دیا، سب پر خاموشی طاری ہورہی تھی، بھلا عمرو بن عبدوُدّ جیسے شہسوار کے مقابلہ کے لیے کون میدان میں آنے کی جرأت کرسکتا تھا، وہ تو اپنے ایک وار سے دسیوں کا کام تمام کرنے والا تھا، کوئی نہ بولا، ایک نوجوان کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا جو کڑیل جوان تھا اور ایمان اس کی رگ وریشہ میں سرایت کرچکا تھا، اور جس کا دل محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تھا، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے عمرو بن عبدوُدّ کی للکار کا جواب دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ شفقت ان کی طرف دیکھا اور ان کی بھری جوانی کو دیکھتے ہوئے فرمایا: بیٹھ جاؤ، جانتے ہو وہ عمرو ہے، آپ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، لیکن عمرو نے دوبارہ مقابلہ

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل علي بن أبي طالب، ج ۲ ص ۷۱۷، رقم الحديث: ۱۲۲۹ / حلية الأولياء، ترجمة: على بن أبى طالب، ج ۱ ص ۷۰

کی دعوت دیتے ہوئے کہا: کوئی مردِ میداں ہے جو میرے سامنے آئے؟ کہاں ہے تمہاری جنت جس کے متعلق تمہارا گمان ہے کہ جو تم میں سے قتل ہوتا ہے وہ اس جنت میں جاتا ہے؟ کیا تم میرے مقابلہ میں کوئی آدمی نہیں بھیجو گے؟ کیا تم جنت کے خواہش مند نہیں ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! میں اس کے مقابلہ کے لیے نکلتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زجراً فرمایا: بیٹھ جاؤ، جانتے ہو وہ عمرو ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، لیکن عمرو کا استہزاء بڑھتا گیا اور وہ اکیلا معرکۂ کارزار میں اترانے لگا اور اپنی تیز تلوار کو لے کر دندنانے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا:

وَلَقَدْ بُحِحْتُ مِنَ النِّدَاءِ   بِجَمْعِكُمْ: هَلْ مِنْ مُبَارِزُ
وَوَقَفْتُ إِذْ جَبُنَ الْمُشَجَّعُ   مَوْقِفَ الْقِرْنِ الْمُنَاجِزُ
وَلِذَاكَ إِنِّي لَمْ أَزَلْ   مُتَسَرِّعًا قَبْلَ الْهَزَاهِزُ
إِنَّ الشَّجَاعَةَ فِي الْفَتَى   وَالْجُودَ مِنْ خَيْرِ الْغَرَائِزُ

ترجمہ: ان سب کو پکار پکار کر میرا گلا بیٹھ گیا کہ ہے کوئی جو مقابلہ میں آئے، جب میں قرن المناجز مقام پر کھڑا اور ان کے بہادر بزدل ہو گئے، اور اسی لیے میں ہمیشہ عمدہ تلوار کی جانب لپکتا ہوں، شجاعت اور بہادری جوانمردوں میں ہوتی ہے اور جود وسخا اس کی بہترین خصلت ہے۔

جب عمرو بن عبدوُدّ نے دلوں کو دہلا دینے والے کلمات کہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بجلی بن کر گرے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا، دوڑتے ہوئے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس کے مقابلہ میں نکلتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بار بھی) یہی فرمایا: بیٹھ جاؤ، جانتے ہو وہ عمرو ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو کلاً علی اللہ کہا کہ خواہ وہ عمرو ہی ہو، پھر یہ نوجوان قدم جماتے ہوئے اٹھے اور

گھوڑے پر سوار ہو کر عمرو بن عبدوُدّ کے قریب پہنچے اور یوں مترنم ہوئے:

ذُو نِيَّـــةٍ وَ بَصِيـــرَةٍ وَالصِّدْقُ مَنْجِى كُلِّ فَائِزُ

إِنِّـــى لَأَرْجُـو أَنْ أُقِيـمَ عَلَيْكَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزُ

مِـنْ ضَـــرْبَةٍ نَـــجْلَاء يَبْقَى ذِكْرُهَا عِنْدَ الْهَزَاهِزُ

ترجمہ: جلدی نہ کرو، تیری پکار کا جواب دینے والا تیرے سامنے آ گیا ہے، وہ بے بس نہیں ہے، پوری نیت اور بصیرت کے ساتھ آیا ہے، سچائی ہی ہر کامیاب ہونے والے کو نجات دیتی ہے، جو نیزوں سے ایسی ضرب لگائے گا کہ سب یاد رکھیں گے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو کے گھوڑے کے پاس پہنچے اور عمرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں، عمرو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور دہشت زدہ ہو کر پوچھا: اے جوان! تو کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں، عمرو نے کہا: اے بھتیجے! تمہارے بڑے کہاں ہیں جو عمر میں تجھ سے بڑے ہوں، میں تمہارا خون بہانا پسند نہیں کرتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے عمرو! تو نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر قریشی آدمی تجھے دو اچھی باتوں میں سے کسی ایک کی دعوت دے گا تو تو اس کو قبول کرے گا، عمرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ ہاں، میں نے کہا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لہذا میں تجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، عمرو نے ہنستے ہوئے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ پھر میں تجھے قتال کی دعوت دیتا ہوں، عمرو نے کہا: اے بھتیجے! کیوں؟ لات کی قسم! میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن واللہ! میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں، عمرو کو غصہ آ گیا، اس کی رگیں غصہ سے پھول گئیں اور دانت پیسنے لگا، اس نے اپنی ہیبت اور عزت کا انتقام لینے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے نیام

سے تلوار نکالی اور وہ آگ کے شعلہ کی طرح اس کے ہاتھ میں آئی اور اس قریشی نوجوان پر اپنا غیظ وغضب ڈھانے کے لیے آگے بڑھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ڈھال کو توڑ دیا اور تلوار اس میں پھنس گئی، اس وار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر زخمی ہوگیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کے کندھے پر تلوار ماری جس سے عمرو خون سے لت پت ہوکر گر پڑا، ہر طرف سے نعرہ تکبیر کی آوازیں بلند ہوگئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اس حال میں کہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتار لی، اہلِ عرب کے پاس تو اس سے اعلیٰ کوئی زرہ نہیں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حیا آئی کہ میں اپنے ابن عم کی زرہ اُتاروں۔ ❶

پیارے بچو! مؤمن ہمیشہ بہادر وشجاع ہوتا ہے، کافر بزدل اور ڈرپوک ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کیسے ایک کافر سے نمٹے اور میدانِ کارزار میں فتح حاصل کی، حالانکہ مقابلے میں بہت بڑا کافر پہلوان تھا، لیکن آپ جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت سے سرشار تھے، اپنے سے کئی گنا طاقتور کے مقابلے میں نکل گئے، پھر رب العالمین کی طرف سے ایسی مدد آئی کہ ایک ہی وار میں اُس کے شانے کو الگ کردیا اور اس کے تکبر وغرور کو خاک میں ملادیا۔ ہمیں بھی اسلام کی سربلندی کی خاطر ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے، ہمیں اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے چوکس رہنا چاہیے، اس کے لیے اپنے جسم کو مضبوط اور توانا بنانا چاہیے، ایسی اشیاء نہیں کھانی چاہیے جن سے ہماری صحت پر برا اثر پڑے، اچھے بچے تو صحت مند غذائیں کھاتے ہیں، اور جسمانی طور پر مضبوط بنتے ہیں، ورزش کرتے ہیں، ٹریننگ حاصل کرتے

---

❶ دلائل النبوة للبيهقي: أبواب غزوة الخندق، باب ما أصاب النبي صلى الله عليه وسلم والمسلمين من محاصرة المشركين إياهم من البلاء، ج٣ ص٤٣٨، ٤٣٩/ الروض الأنف: غزوة الخندق، ج٦ ص٢١٠، ٢١١

ہیں اور دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں علم کا مقام و مرتبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

یا کمیل! العلم خیر من المال، العلم یحرسک وأنت تحرس المال، والعلم حاکم والمال محکوم علیه، والمال تنقصه النفقة والعلم یزکو بالإنفاق.

ترجمہ: اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

العالم أفضل من الصائم القائم المجاهد. ❶

ترجمہ: دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر جاگ کر عبادت کرنے والے مجاہد سے عالم افضل ہے۔

رعایا کے ساتھ عدل وانصاف نہ کرنے والوں کا انجام

حضرت طاوس رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنَّ فِي جَهَنَّمَ حَيَّاتٍ كَالْقِلَالِ وَعَقَارِبَ كَالْبِغَالِ تَلْدَغُ كُلَّ أَمِيرٍ لَا يَعْدِلُ فِي رَعِيَّتِهِ. ❷

ترجمہ: میں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم میں پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح لمبے تڑنگے سانپ ہوں گے اور خچروں کی طرح بڑے بڑے بچھو ہوں گے، جو رعایا کے ساتھ عدل وانصاف نہ کرنے والے امیر کو ڈسیں گے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب الأول، ج ۱ ص ۱۹

❷ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: طاؤس، ج ۲ ص ۵۱۰

ایک ضرورت مند کے مقام سے آگاہ ہوکر خوب سخاوت

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک ضعیف البدن آدمی آگھسا، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی اور فقر و حاجت اور افلاس و بھوک کے آثار اس پر ظاہر ہو رہے تھے اور جو کپڑے اس نے پہن رکھے تھے اس میں بے شمار پیوند لگے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ قریب آیا اور آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، اس کے ہونٹ مارے حیاء کے کانپ رہے تھے، پھر اس نے اپنے اوپر ضبط کرنے کے بعد بارگاہِ خلافت میں اپنی نحیف آواز کے ساتھ عرض کیا: یا امیر المؤمنین! میں ضرورت مند ہوں، میں نے اپنی حاجت آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں بھی پیش کی ہے، اگر آپ میری حاجت روائی کریں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا، اور اگر آپ نے میری حاجت پوری نہ کی تو میں اللہ کی تو تعریف کروں گا اور آپ کا عذر قبول کروں گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ بات زمین پر لکھو، کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں تیرے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں، اس آدمی نے زمین پر لکھ دیا کہ میں حاجت مند ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوڑا (کپڑوں کا) پیش کیا جائے، جوڑا لایا گیا، آپ نے وہ جوڑا اس آدمی کو پہنا دیا، پھر اس آدمی نے یہ اشعار کہے:

كَسَوْتَنِی حُلَّةً تَبْلَى مَحَاسِنُهَا　　فَسَوْفَ أَكْسُوكَ مِنْ حُسْنِ الثَّنَا حُلَلًا
إِنْ نِلْتَ حَسَنَ ثَنَائِی نِلْتَ مَكْرُمَةً　　وَلَسْتَ أَبْغِی بِمَا قَدْ قُلْتُهُ بَدَلًا
إِنَّ الثَّنَاءَ لَيُحْيِی ذِكْرَ صَاحِبِهِ　　كَالْغَيْثِ يُحْيِی نَدَاهُ السَّهْلَ وَالْجَبَلَا
لَا تَزْهَدِ الدَّهْرَ فِی خَيْرٍ تُوَاقِعُهُ　　فَكُلُّ عَبْدٍ سَيُجْزَى بِالَّذِی عَمِلَا

آپ نے مجھے کپڑوں کا ایسا جوڑا پہنایا جس کی خوبیاں پرانی ہو جائیں گی لیکن میں

آپ کو حسنِ تعریف کے جوڑے پہناؤں گا، اگر آپ کو میری حسن تعریف حاصل ہوئی تو آپ نے عزت کی چیز کو حاصل کیا، اور جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس کا بدل نہیں ڈھونڈیں گے، کسی کو تعریف، اس ممدوح کے ذکر کو زندہ رکھتی ہے جیسے شیر کی آواز میدانوں میں اور پہاڑوں میں زندہ رہتی ہے، تو کبھی بھی خیر کے کام سے بے رغبت نہ ہو جس کی تجھے توفیق ملے، کیونکہ ہر بندے کو اس کے عمل کا بدلہ ملنے والا ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے اشعار سنے تو فرمایا:

عَلَيَّ بِالدَّنَانِيرِ فَأُتِيَ بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، قَالَ الْأَصْبَغُ: فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حُلَّةً وَمِائَةَ دِينَارٍ؟ قَالَ: نَعَمْ !سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ وَهَذِهِ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ عِنْدِي. ❶

ترجمہ: اشرفیاں لاؤ، چنانچہ سو دینار لائے گئے، آپ نے اس فقیر کو دے دیئے، اصبغ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کو جوڑا اور سو دینار دے دیئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں کو ان کے درجات پر اتارو، میرے نزدیک اس آدمی کا یہی مرتبہ تھا۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں اُسے جوڑا عطا فرمایا، پھر جب اس فقیر نے اشعار پڑھے تو آپ کو اس کی شخصیت کا اندازہ ہو گیا، تو پھر اُسے اس کے مرتبے پر رکھا اور اُسے اس کے مطابق نوازا، ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اساتذہ اور ماں باپ کی خوب قدر و منزلت کریں، ہم اپنے بڑوں کی اطاعت کریں، ان کی خدمت کریں، اس طرح چھوٹوں پر شفقت کریں، جس کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے ساتھ اُسی کے مطابق پیش آئیں۔

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۲۳/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ۸

علم کی فضیلت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار

اَلنَّاسُ فِی جِهَةِ التَّمْثِیلِ أَکْفَاءُ — أَبُوهُمُ آدَمٌ وَالْأُمُّ حَوَّاءُ
نَفْسٌ کَنَفْسٍ وَأَرْوَاحٌ مُشَاکِلَةٌ — خُلِقَتْ فِیهِمْ وَأَعْضَاءُ
فَإِنْ یَّکُنْ لَهُمْ مِنْ أَصْلِهِمْ حَسَبٌ — یُفَاخِرُونَ بِهِ فَالطِّینُ وَالْمَاءُ
مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّهُمُ — عَلَی الْهُدَی لِمَنِ اسْتَهْدَی أَدِلَّاءُ
وَقَدْرُ کُلِّ امْرِءٍ مَا کَانَ یُحْسِنُهُ — وَلِلرِّجَالِ عَلَی الْأَفْعَالِ أَسْمَاءُ
وَضِدُّ کُلِّ امْرِءٍ مَا کَانَ یَجْهَلُهُ — وَالْجَاهِلُونَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَعْدَاءُ
فَفُزْ بِعِلْمٍ تَعِشْ حَیَاتُهُ أَبَدًا — اَلنَّاسُ مَوْتَی وَأَهْلُ الْعِلْمِ أَحْیَاءُ
رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا — لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالُ
لِأَنَّ الْمَالَ یَفْنَی عَنْ قَرِیْبٍ — وَإِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ (1)

۱......صورت کے لحاظ سے تمام انسان یکساں ہیں، سب کا والد حضرت آدم علیہ السلام اور والدہ حضرت حواء ہیں۔

۲......سب ایک ہی قسم کی جان ہیں، روحیں بھی مشابہ ہیں، سب میں ہڈیاں اور اعضاء ہیں۔

۳......اگر انسان صرف اپنی اصلیت پر فخر کریں تو اصلیت سب کی مٹی اور پانی ہے۔

۴......ہاں فضیلت ہے تو صرف اہل علم کو ہے، وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔

۵......انسان کا رتبہ پس وہ ہنر ہے جس میں کامل ہے، عمل ہی انسان کو ممتاز کرتا ہے۔

۶......انسان جس بات سے جاہل ہو اس کا مخالف ہوتا ہے اس لئے جہلاء علماء کے دشمن ہوتے ہیں۔

---

(1) جامع بیان العلم وفضله: باب في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۱۸، رقم: ۲۳۵/ إحیاء علوم الدین: کتاب العلم، الباب الأول فی فضل العلم والتعلیم والتعلم، ج ۱ ص ۱۹

۷......ایسا علم حاصل کر جس سے تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہ سکے، لوگ مر جائیں گے صرف اہلِ علم زندہ رہیں گے۔

۸......ہم اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا ہے اور جاہلوں کو مال۔

۹......اس لئے کہ مال عنقریب ختم ہو جائے گا اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

انسان کی عزت اُس کے علم کے بقدر ہے

حضرت علی رضی اللہ نے اپنے ایک مشہور خطبے میں فرمایا کہ آدمی اپنے علم و ہنر سے ہی آدمی ہے، آدمی کا رتبہ اتنا ہی ہے جتنا اس کا علم ہے، لہذا علم میں گفتگو کرو تا کہ تمہارے رتبے ظاہر ہوں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

اَلنَّاسُ فِی جِهَةِ التَّمْثِیلِ أَکْفَاءُ — أَبُوهُمُ آدَمٌ وَالْأُمُّ حَوَّاءُ

نَفْسٌ کَنَفْسٍ وَأَرْوَاحٌ مُشَاکِلَةٌ — وَأَعْظُمٌ خُلِقَتْ فِیهِمْ وَأَعْضَاءُ

مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّهُمْ — عَلَی الْهُدَی لِمَنِ اسْتَهْدَی أَدِلَّاءُ

ترجمہ: صورت کے لحاظ سے تمام آدمی یکساں ہیں، باپ آدم اور ماں حواء ہیں، سب میں ایک ہی قسم کی جان ہے، روحیں بھی مشابہ ہیں، سب میں ہڈیاں ہیں اور اعضاء ہیں، ہاں! افضلیت ہے تو صرف اہلِ علم کو ہے وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔ ❶

حضرت علی کی دنیا سے بے رغبتی اور راہِ خدا میں خرچ

ابن التیاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! بیت المال زرد اور سفید مال سے بھر گیا ہے، (یعنی سونے اور چاندی سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ

❶ جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ص ۲۱۸، رقم: ۲۳۵

فوراً اُٹھے اور ابن التیاح کا سہارا لیے اور بیت المال پہنچے، یہاں پہنچ کر آپ نے سونے چاندی کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا، حَتَّى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❶

ترجمہ: اے زرد مال! اے سفید مال! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، اس کے بعد آپ نے وہ مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا حتی کہ بیت المال میں ایک درہم یا ایک دینار بھی باقی نہ رہا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے اور پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کس قدر سخی تھے اور دنیا سے کتنی بے رغبتی رکھتے تھے کہ سونے اور چاندی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کسی اور کو دھوکہ دے، میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں اور جو بیت المال سونے اور چاندی سے بھرا ہوا تھا وہ سب راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ اور ایک درہم و دینار بھی نہیں چھوڑا، اس سخاوت کا کیا کہنا؟ پھر بیت المال کو صاف کرا کے پانی چھڑکا اور دو رکعت نمازِ شکر ادا کی کہ رب العالمین نے اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حصولِ علم کی شرائط

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حصولِ علم کی شرائط بتاتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

أَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ سَأُنَبِّيكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَيَانٍ

ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ وَإِرْشَادُ أُسْتَاذٍ وَطُوْلُ زَمَانٍ ❷

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: أخبار أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ١ ص ٥٣١، رقم: ٨٨٤/ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ١ ص ٨٠

❷ تعليم المتعلم: فصل في اختيار العلم والاستاذ والشريك، ص ١٥

ترجمہ: آگاہ ہو کہ علم چھ چیزوں کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے، ان سب کو میں اکٹھے واضح انداز میں بیان کرتا ہوں، سمجھ داری ہو، طلبِ علم کا حریص ہو، قوت لا یموت کے بمقدار کھانا ہو، استاذ کی راہنمائی ہو اور طویل عرصہ تک علم حاصل کرتا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں سب سے بہادر کون

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے، منبر پر تشریف لائے اور لوگوں کو خاموش کرانے لگے تاکہ سابقین اولین کے حالات سے لوگوں کو آگاہ کر سکیں، آپ مخاطب ہوئے، لوگو! مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ ہیں، فرمایا کہ میں نے کسی سے مبارزت طلب نہیں کی مگر اس سے پورا انتقام لیا، لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں نہیں معلوم، امیر المؤمنین! آپ ہی بتادیں کہ کون ہوسکتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جَعَلْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرِيشًا فَقُلْنَا: مَنْ يَكُونُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا؟ يَهْوِي إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَوَاللَّهِ، مَا دَنَا مِنْهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ شَاهِرًا بِالسَّيْفِ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَهْوِي إِلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا أَهْوَى عَلَيْهِ فَهَذَا أَشْجَعُ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: سب سے بہادر آدمی حضرت ابوبکر صدیق ہیں، اس لیے کہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عریش بنایا، تو ہم نے کہا: اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا تاکہ مشرکین آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں، تو اللہ کی قسم!

❶ مسند البزار: مسند علي بن أبي طالب، ج۳ ص۱۴ / فضائل الخلفاء الراشدين لأبي نعيم: ج۱ ص۱۸۱، رقم: ۲۳۷ / البداية والنهاية: ج۳ ص۳۳۱

حضرت ابوبکر صدیق کے سوا اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں ہوا، حضرت ابوبکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑے تھے اور تلوار سونتی ہوئی تھی، دشمن کی طرف سے جو بھی قریب آتا آپ فوراً اپنی تلوار سے اس پر وار کرتے، پس حضرت ابوبکر ہی سب سے بہادر آدمی ہیں۔

پیارے بچو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں سب سے بہادر انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اور انہوں نے برسر منبر اس کا اظہار فرمایا اور وجہ بھی بیان فرمائی کہ غزوہ بدر جو اسلام کا پہلا معرکہ تھا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دینے والے اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ کی حفاظت کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی اور وہ اِن کی خوبیوں کو سراہتے تھے، اور برسرِ منبر ان کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کرتے تھے۔

پیارے بچو! دوسروں کی خوبیوں کو سراہتے رہنا چاہیے، اگر کوئی صاحب کمال ہے تو اسے داد دینی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ہم اس سے حسد کرنے لگ جائیں، اگر ہمارا کوئی دوست پوزیشن لیتا ہے تو ہمیں اس کی تعریف کرنی چاہیے، غرض دنیا میں کوئی بھی کام ہو سچ بیان کرنا چاہیے، اور خوبیوں کو سراہنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں وقت کی قدر و قیمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) کا فرمان ہے:

اَلْأَيَّامُ صَحَائِفُ الْأَعْمَارِ فَخَلِّدُوْهَا أَحْسَنَ الْأَعْمَالِ.

ترجمہ: یہ دن تمہارے زندگیوں کے صحیفے ہیں، انہیں اچھے اعمال سے دوام بخشو۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: میں نے صالحین کو دیکھا،

ان میں سے ہر ایک اپنی عمر کے ایک ایک لمحے پر درہم و دینار سے زیادہ حریص ہوتا تھا، اور خود بھی عبادت اور اجتہاد میں مشغول رہتے، کوئی ایک دقیقہ بھی بے کار نہ جانے دیتے، جب کوئی اور کام نہ ہوتا تو زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

اِبۡنَ آدَمَ إِنَّمَا أَنۡتَ أَيَّامٌ وَ كُلَّمَا ذَهَبَ يَوۡمٌ ذَهَبَ بَعۡضُكَ ❶.

ترجمہ: ابن آدم! تو دنوں کا ہی مجموعہ ہے، سو جب ایک دن چلا جائے، تیری زندگی کا ایک حصہ چلا جاتا ہے۔

جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت مشہور قول ہے:

أَنَا عَبۡدُ مَنۡ عَلَّمَنِی حَرۡفًا إِنۡ شَاءَ بَاعَ وَإِنۡ شَاءَ اِسۡتَرَقَّ.

جس شخص نے مجھے ایک حرف بھی سکھا دیا میں اس کا غلام ہوں، وہ اگر چاہے تو مجھے فروخت کر دے یا غلام رکھے۔ ❷

استاذ کے ادب واحترام کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن من حق العالم عليک أن تسلم على القوم عامة، وتخصه بالتحية، وأن تجلس أمامه، ولا تشير عنده بيدک، ولا تغمزن بعينک، ولا تغتابن عنده أحدًا، ولا تطلبن عثرته وإن زل قبلت معذرته، ولا تعرض من طول صحبته، ولا ترفع نفسک عن خدمته، وإذا عرضت له حاجة سبقت القوم

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: أخبار الحسن بن أبي الحسن، ص ۲۲۵

❷ خطبات حکیم الاسلام: ج ۵ ص ۱۶۶

إليها، فإنما هو بمنزلة النخلة تنتظر متى يسقط عليك منها شيء. ❶

ترجمہ: عالم کا تجھ پر یہ حق ہے کہ ان کی مجلس کے لوگوں پر عمومی سلام اور ان پر خصوصی سلام کیا جائے، ان کے سامنے بیٹھا جائے، ان کے سامنے ہاتھوں سے اشارے ہرگز نہ کرے، نہ ہی آنکھوں سے اشارے ہوں، ان کے سامنے کسی کی غیبت کرنے سے گریز کرے، ان کی غلطی کے درپے نہ ہو، اگر ان سے کبھی غلطی ہو بھی جائے ان کو معذور سمجھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کا احترام کرے، اگر ان کو کسی کام کی ضرورت ہو تو دوسروں سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے، ان کی مجلس اور صحبت کو غنیمت جانے ان کی مثال ثمر اور درخت کی سی ہے، انتظار میں رہنے سے پھل پھینک دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت میں استاذ کے ادب کے متعلق تمام ضروری باتیں بتادی ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت علی پانی کی تلاش میں نکلے

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے جان نثاروں کی ایک کثیر جماعت کے ہمراہ سفر میں تھے۔ اثنائے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے علاقے سے گذرے جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اہلِ لشکر نے پیاس کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم دونوں ادھر ادھر گشت کر کے پانی کا سراغ لگاؤ۔'' دونوں حسبِ ارشاد پانی کی تلاش میں نکلے، کچھ دور جا کر انہوں نے ایک بدویہ خاتون کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھیں اور انہوں نے اپنے پاؤں پانی کے دو مشکیزوں پر لٹکا رکھے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا ''پانی کہاں سے لا رہی ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: ''پانی یہاں سے بہت دور ہے''

❶ مختصر منهاج القاصدين: باب في آداب المعلم والمتعلم، ص ۲۲

دونوں صاحبوں نے کہا: ''تم ہمارے ساتھ چلو۔''

خاتون نے پوچھا: ''کہاں چلوں؟''

انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس''

بولیں: ''وہ شخص جسے لوگ صابی (بے دین معاذ اللہ) کہتے ہیں؟''

انہوں نے کہا: ہاں جن کو مشرکین ایسا سمجھتے ہیں (معاذ اللہ)۔

اب دونوں اس خاتون کو ساتھ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون سے فرمایا:

''اگر اجازت دو تو تمہاری مشکوں سے تھوڑا پانی لے لیں۔''

انہوں نے کہا ''لے لیں لیکن تھوڑا سا لینا، میں اِسے بہت دور سے لائی ہوں اور یہاں تک پہنچنے میں بڑی مشقت اُٹھائی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو مشکوں کے بالائی منہ کھولے اور برتن میں تھوڑا پانی نکالا اور لے کر وہ منہ بند کر دیئے، پھر نیچے کی طرف منہ کھول کر تھوڑا تھوڑا پانی نکالا اور حکم دیا کہ تمام لوگ یہاں آ کر خود بھی پانی پئیں اور جانوروں کو بھی پلائیں۔ چنانچہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے خود بھی سیر ہو کر پیا اور سواریوں کو بھی خوب پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں اتنی برکت دی کہ کثیر التعداد آدمیوں اور جانوروں کے سیراب ہونے کے باوجود دونوں مشکیں پہلے سے بھی زیادہ لبریز معلوم ہوتی تھیں۔ وہ خاتون یہ منظر دیکھ کر انگشتِ بدنداں ہو گئیں۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کے لئے کچھ کھانے کا سامان لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً بہت سا خوردنی سامان (کھجوریں، ستو، آٹا وغیرہ) جمع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک کپڑے میں باندھ کر خاتون کے اونٹ پر رکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون سے فرمایا ''تم اب جاؤ اور یہ چیزیں

اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔''

جب وہ چلنے لگیں تو مزید ارشاد ہوا'' دیکھ لو تمہاری مشکیں پانی سے بدستور لبریز ہیں' لشکر نے جو پانی پیا ہے وہ اللہ نے پلایا ہے، وہ خاتون گھر پہنچیں تو گھر والوں نے پوچھا'' تم نے معمول کے خلاف پانی لانے میں اتنی دیر کیوں کی؟''

انہوں نے کہا'' راستے میں مجھے دو آدمی ملے جو مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں' 'اس نے مشکوں کا منہ کھول دیا جانور سمیت اپنے سارے لشکر کو پانی پلایا لیکن میرے پانی میں کوئی کمی نہ آئی۔ اللہ کی قسم! دنیا میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی جادوگر (معاذ اللہ) نہیں ہے یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول ہے۔ پھر بعد میں یہ خاتون اور اس قوم والے سب مسلمان ہو گئے۔ (1)

فاتح خیبر حضرت علی کی شجاعت و بہادری کا تاریخی واقعہ

ایک یہودی شخص'' مرحب'' اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوا، وہ بڑا مغرور، متکبر شہسوار تھا، جسے اپنی طاقت اور قوت پر بڑا گھمنڈ تھا، اسلحہ میں لیس ہو کر بڑے متکبرانہ انداز میں یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّی مَرُحَبُ شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

ترجمہ: خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار ہوں، جبکہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔

عامر بن سنان رضی اللہ عنہ اس رجز کا جواب دیتے ہوئے نمودار ہوئے اور یہ کہا:

---

(1) صحيح البخاري: كتاب التيمم، باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من الماء، ج ١ ص ٧٦، رقم الحديث: ٣٤٤

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

ترجمہ: خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیار بند ہوں، بہادر ہوں، اور جان کی بازی لگانے والا ہوں۔

دونوں باہم صف آرا ہوئے، تلواریں چلیں، مرحب یہودی کی تلوار حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں گھس گئی، حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے نیچے سے وار کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار لگی اور شہید ہو گئے، لوگ کہنے لگے: عامر کے اعمال ضائع ہو گئے، اس نے اپنی جان کو خود ہی قتل کر دیا، وہ سمجھے تھے کہ انہیں خودکشی کی سزا ملے گی، حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے سلمہ! تجھے کیا ہوا؟ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا کہ لوگ کہہ رہے ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے اعمال ضائع کر دیے، (یہ سن کر) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضبناک ہو کر فرمایا: اے سلمہ! یہ بات کس نے کی ہے؟ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ کے چند لوگ ایسا کہہ رہے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَذَبَ مَنْ قَالَ ذَاكَ، بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: جس نے کہا وہ جھوٹ کہتا ہے، بلکہ عامر کے لیے دوہرا اجر ہے۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عَلَم مرحمت فرمایا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مرحب یہودی کے مقابلہ میں آئے جو یہ کہہ رہا تھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

ترجمہ: خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار

ہوں، جبکہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے متکبرانہ رجز کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے اور یہ کہا:

أَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی حَیْدَرَهْ كَلَیْثِ غَابَاتٍ كَرِیهِ الْمَنْظَرَهْ

أُوفِیهِمْ بِالصَّاعِ كَیْلَ السَّنْدَرَهْ

ترجمہ: میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، جھاڑی کے شیر کی طرح مہیب اور خوفناک، میں دشمنوں کو نہایت سرعت سے قتل کر دیا کرتا ہوں۔

پھر اس کے قریب پہنچے اور مرحب پر ایسا حملہ کیا جیسے شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار آسمان کی طرف اٹھائی اور مرحب کے سر پر تلوار کا وار کر کے اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے، مرحب بیل کی طرح خون میں لت پت ہو کر گر پڑا، اور سسک سسک کر مر گیا۔ (1)

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کیسے مرد مجاہد تھے کہ مغرور یہودی کو ایک وار سے دو ٹکڑے کر دیا، عزم کریں کہ ہم نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح بہادر بننا ہے، اور دشمنانِ اسلام سے نبرد آزما ہونا ہے، جب بھی اسلام کی آبیاری کے لیے ہماری جان مال کی ضرورت ہوگی تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے، اور دشمن چاہے کتنا ہی بظاہر طاقتور ہو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح اللہ رب العزت کی ذات پر توکل کر کے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میدانِ جنگ میں کود پڑیں گے، پھر اللہ رب العزت کی خصوصی مدد و نصرت ہمارے ساتھ شاملِ حال ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی شجاعت و جواں مردی کی وجہ سے انہیں ''فاتح خیبر'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(1) مسند أحمد: مسند المدنيين، ج۲۷ ص۶۷، رقم الحديث: ۱۶۵۳۸ / صحيح ابن حبان: مناقب الصحابة، ج۱۵ ص ۳۸۱، ۳۸۲، رقم الحديث: ۶۹۳۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی متحیر العقول ذہانت

دو شخص تھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں، دونوں کھانا کھانے کے لیے ایک جگہ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرا آدمی بھی آ گیا، اس نے سلام کیا، انہوں نے اس کو بھی بیٹھنے کا کہا، چنانچہ وہ بھی کھانے میں شریک ہوا، جب آٹھ روٹیاں کھا کر سب فارغ ہو گئے تو اس آدمی نے آٹھ درہم اپنے حصے کی روٹیوں کی قیمت دے دی اور آگے بڑھ گیا، جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے سیدھا حساب یہ کیا کہ اپنی پانچ روٹیوں کی قیمت پانچ درہم لی اور دوسرے کو ان کی تین روٹیوں کی قیمت تین درہم دینے چاہے مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا، یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا، دونوں نے اپنا قضیہ پیش کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا دوست جو فیصلہ کر رہا ہے اس کو قبول کر لو اس میں زیادہ تمہارا نفع ہے لیکن اس نے کہا کہ حق کے ساتھ جو فیصلہ ہو مجھے منظور ہے، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حق تو یہ ہے کہ تم کو صرف ایک درہم اور تمہارے رفیق کو سات درہم ملنے چاہئیں، اس عجیب فیصلہ سے وہ متحیر ہو گیا، کہنے لگا کہ مجھے ذرا وضاحت سے سمجھائیے تا کہ میں اس فیصلہ کو قبول کروں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تم تین آدمی تھے، تمہاری تین روٹیاں تھیں اور تمہارے رفیق کی پانچ، تم دونوں نے برابر کھائیں اور ایک تیسرے کو بھی برابر حصہ دیا، تمہاری تین روٹیوں کے حصے تین جگہ کیے تو نو ٹکڑے ہوئے، تم اپنے نو ٹکڑوں اور اس کے پندرہ ٹکڑوں کو جمع کرو تو یہ کل ۲۴ ٹکڑے ہوتے ہیں، تینوں میں سے ہر ایک نے برابر ٹکڑے کھائے تو فی کس آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں، تم نے اپنے نو میں سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے مسافر کو دیا اور تمہارے رفیق نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے کو دیئے، اس لیے آٹھ درہم میں سے ایک درہم کے تم مستحق ہو اور سات کا

تمہارا رفیق مستحق ہے، (یہ تفصیل سن کر) وہ آدمی مسکرایا اور کہنے لگا: اب میں سمجھ گیا، فیصلہ پر راضی ہو گیا۔ ❶

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہایت ذہانت اور فہم وفراست عطا فرمائی تھی، آپ نے پہلے مشورہ دیا جب اُس ساتھی کو سمجھ نہ آیا تو آپ اپنی متحیر العقول ذہانت سے عقلی طور پر اُسے سمجھایا۔ اس لیے پیارے بچو! ہمیں ہر بات میں بال کی کھال نہیں اتارنی چاہیے بلکہ جو فیصلہ یا حکم ہمارے بڑے کریں اسے مِن وعَن مان لینا چاہیے، شریعت کا کوئی حکم ہو جیسے کرنے کا حکم ہو ویسے ہی کرنا چاہیے اس میں وضاحت یا اس حکم کی وجوہات اور علل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے، اس سے ایسے ہی نقصان ہوتا ہے جیسے اس قصے میں تین روٹیوں والے شخص کا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مسکرانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک دفعہ سواری کے لیے جانور لایا گیا، جب انہوں نے رکاب پر قدم رکھا تو ''بسم اللہ'' کہا، جب اس کی پشت پر براجمان ہوئے تو ''الحمد للہ'' کہا، پھر فرمایا:

پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

پھر انہوں نے تین مرتبہ ''الحمد للہ'' تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا، پھر کہا: پاک ہے تُو، میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔ ''ثُمَّ ضَحِکَ'' پھر مسکرائے، ان سے پوچھا گیا: امیر المؤمنین! آپ کس بات پر مسکرائے؟

---

❶ الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج٣ ص١١٠٥، ١١٠٦/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج٢٠ ص ٤٨٦، ٤٨٧

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کس چیز سے مسکرائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے میرے گناہ معاف کردے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: وہ جانتا ہے کہ میرے سواء کوئی اور گناہ معاف نہیں کرتا۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مال وزر سے استغناء اور سخاوت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے جس کا نام قنبر تھا، وہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر اور ناصحانہ انداز میں کہا: اے امیر المؤمنین! آپ تو کچھ باقی نہیں چھوڑتے، آپ کے اہلِ خانہ کا بھی اس مال میں حصہ ہے، میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا: وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا کہ میرے ساتھ چلئے، قنبر آگے بڑھے، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے حتی کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے، اس میں ایک دیوار کے نیچے بڑی بوری سی رکھی ہوئی تھی جسے ایک چادر سے ڈھانپا گیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کھولا تو پتہ چلا کہ یہ سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی ہے، جس پر سونا جڑا ہوا ہے، جب دیکھا تو فرمایا:

ثكلتك أمك، لقد أردت أن تدخل بيتي ناراً عظيمة، ثم جعل يزنها ويعطي كل عريف بحصته ثم قال: لا تغريني، وغرّي غيري. ❷

---

❶ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا ركب دابة، رقم الحديث: ۳۴۴۶

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۷۸/ مختصر تاريخ مدينة دمشق لابن منظور: ج ۱۸ ص ۵۸

ترجمہ: تیرا ناس ہو! تم تو میرے گھر میں ایک بڑی آگ داخل کرنا چاہتے ہو، پھر ان برتنوں کا وزن کرتے گئے اور لوگوں میں تقسیم کرتے گئے، اور ساتھ ساتھ یہ فرما رہے تھے: اے دنیا! جا، کسی اور کو جا کر دھوکہ دے۔

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کتنی بے رغبتی تھی، ذرہ برابر دنیا کی محبت نہیں تھی، غلام کے بتلانے پر بجائے خوش ہونے کے ناراض ہوئے اور فرمایا تم میرے گھر کو آگ سے بھر رہے ہو، اور اُسی موقع پر سب سخاوت کر دی اور فرمایا: اے دنیا کسی اور کو دھوکہ دے، میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرورت سے زیادہ چیزیں اپنے پاس جمع نہیں فرماتے تھے، ہمیں بھی اپنی ضرورت سے زائد چیزیں غریب اور مستحق افراد تک پہنچانی چاہئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بتوں اور مورتیوں کو توڑنا

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا یہاں تک کہ ہم خانہ کعبہ پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہوئے، میں نے کھڑا ہونا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کمزور پایا پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے کندھوں سے) نیچے اتر کر فرمایا: میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا ہونا چاہا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کناروں تک پہنچ جاؤں گا۔

پس میں خانہ کعبہ پر چڑھا، اس میں پیتل اور تانبے کی مورتیاں تھیں۔ میں ان کو اکھاڑنے لگا تا کہ ان کو دائیں بائیں، آمنے سامنے اور پیچھے سے ہٹا دوں۔ جب میں ان کے اُکھاڑنے میں کامیاب ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں پھینک دو۔

میں نے ان کو پھینک دیا تو وہ اس طرح ٹوٹ گئے جس طرح شیشہ ٹوٹتا ہے، پھر میں اتر آیا اور وہاں سے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ ہم اپنے گھروں کو واپس پلٹ آئے، اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی سے ہماری ملاقات ہو جائے۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی عبرتناک موت

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بازار میں چکر لگا رہا تھا اِس دوران لوگوں کو دیکھا وہ ایک گھڑ سوار کے اردگرد جمع ہیں، اسی اثناء میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازاروں میں گھومتے ہوئے ''احجار الزیت'' کے مقام پر آپہنچے، آپ نے یہاں دیکھا کہ کچھ لوگ ایک سوار شخص کے پاس جمع ہیں جو بہت بُری اور ناگوار آواز کے ساتھ چیخ رہا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ یہ آدمی جو اپنی اونٹنی پر سوار ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کر رہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ طیش میں آگئے، سارے مجمع کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے اور اس سوار سے کہا: اے فلاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کیوں کر رہا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہونے والے شخص نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم نہیں ہیں؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ مسند أحمد: ج ۲ ص ۸۴، رقم الحديث: ۶۴۵/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد: (۶/ ۲۳) رواه أحمد وأبو يعلى والبزا ورجال الجميع ثقات.

اپنی بیٹی ان سے نہیں بیاہی تھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلَم بردار نہیں رہے؟ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبلہ رخ ہو کر اس آدمی کے خلاف یوں بددعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا يَشْتِمُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِكَ، فَلَا تُفَرِّقْ هٰذَا الْجَمْعَ حَتّٰى تُرِيَهُمْ قُدْرَتَكَ قَالَ قَيْسٌ: فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا حَتّٰى سَاخَتْ بِهِ دَابَّتُهُ فَرَمَتْهُ عَلٰى هَامَتِهِ فِي تِلْكَ الْأَحْجَارِ، فَانْفَلَقَ دِمَاغُهُ وَمَاتَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس شخص نے تیرے دوستوں میں سے ایک دوست کی شان میں گستاخی کی ہے، لوگوں کا یہ مجمع اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک کہ تو ان لوگوں کو اپنی قدرت کا مشاہدہ نہ کرا دے، واقعہ کے راوی حضرت قیس کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی لوگ واپس نہیں لوٹ تھے کہ جس اونٹنی پر وہ آدمی سوار تھا اس نے زوردار جھٹکا دیا اور اس کو نیچے پتھروں پر پھینک دیا، جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہیں مر گیا۔

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام تمام کے تمام ہدایت کے چراغ ہیں، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے متعلق قرآن کریم میں فرمادیا کہ میں ان سے راضی ہوں، اب ان کی گستاخی کرنا نیچ حرکت ہے، جو بندہ ایسی حرکت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نشانِ عبرت ضرور بنا دیتے ہیں، اس قصے میں اس شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی اور انجام آپ کے سامنے ہے، سرتن سے جدا ہو گیا، اور اُس ناپاک دماغ کے دو ٹکڑے ہو گئے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بغض تھا، اس لیے حضراتِ صحابہ کرام میں سے کسی کی توہین وتنقیص نہیں کرنی چاہیے، ورنہ اللہ رب العزت بسا اوقات آخرت سے پہلے دنیا میں بھی عبرت ناک سزا دیتا ہے۔ اس واقعے سے یہ سبق بھی ملتا

❶ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب سعد بن أبي وقاص، ج٣ ص ٥٧١، رقم الحديث: ٦١٢١، قال الحاكم والذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

ہے کہ ہمیں صحابہ کرام کا دفاع کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کیا، اور جو گستاخی کرے اُسے سمجھائیں، نہ مانے تو صحابی رسول کی طرح اُس کے لیے عبرتناک بددعا کردیں تاکہ وہ دوسروں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے پر بددعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتاؤ، انہوں نے فرمایا کہ اگر تم ان کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو تو ان کے گھر کی قربت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی قربت سے دیکھ لو۔ یہ ان کا گھر ہے اور یہ (قریب ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے۔ اس آدمی نے کہا میں تو ان سے نفرت کرتا ہوں، ابن عمر نے کہا:

أَبْغَضَكَ اللّٰهُ. ❶

ترجمہ: اللہ تم سے بغض رکھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رعایا کے اموال میں نہایت احتیاط

یحیی بن سلمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان کا عامل بنا کر بھیجا تھا، وہ جب واپس آئے تو ملکی مال کے ساتھ گھی اور شہد سے بھری ہوئی چند مشکیں بھی لائے۔ اطلاع پا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عمرو بن سلمہ سے شہد اور گھی مانگا، انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس دو مشکیں بھجوا دیں، دوسرے دن صبح ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے کے لیے سارا مال مع شہد اور گھی اکٹھا کیا لیکن جب مشکوں کو شمار کیا تو وہ کم نظر آئیں، آپ نے عمرو بن سلمہ سے

❶ السنن الكبرى للنسائي: كتاب الخصائص، ذكر خصائص أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ٨٤٣٨

ان کے بارے میں دریافت کیا، عمرو نے اس وقت کوئی واضح بات نہیں کہی بلکہ کہا: ہم ان دونوں کو لے آئیں گے۔

لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ٹھان لیا کہ بتانا ہی ہوگا، چنانچہ عمرو نے آپ کو پوری بات بتادی۔ آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس سے دونوں مشکوں کو منگوالیا، دیکھا تو اس میں سے تھوڑا تھوڑا شہد اور گھی نکالا ہوا تھا، آپ نے تجارت پیشہ لوگوں سے کہا: ذرا اندازہ کرو، کتنا کتنا کم ہے؟ معلوم ہوا کہ تقریباً تین درہم کا سامان کم ہے، آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے انہیں وصول کیا، پھر سارا مال تقسیم کردیا۔ ❶

مؤمن اور منافق کے دل کی کیفیت

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دل میں ایمان ایک چمک دار سفیدی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، پھر بندہ کے ایمان میں جس قدر زیادتی ہوتی رہتی ہے اسی مقدار میں دل کی روشنی اور چمک میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور جس قدر نفاق میں زیادتی ہوتی ہے دل کی سیاہی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب بندہ مکمل منافق ہوجاتا ہے تو اس کا دل مکمل طور پر سیاہ ہوجاتا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم کسی مؤمن کا دل چاک کرکے دیکھو تو اسے نہایت سفید چمک دار پاؤ گے اور اگر کسی منافق یا کافر کا دل چاک کرکے دیکھو تو اسے سیاہ پاؤ گے۔ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جواں مردی اور جسمانی قوت وطاقت

خیبر کا معرکہ جاری تھا اور موت سروں پر منڈلا رہی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ شوقِ شہادت میں آگے بڑھے اور میدانِ کارزار میں اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے بغیر کسی

❶ الكامل في التاريخ: سنة أربعين، ذكر مقتل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ٢ ص ٧٤٩

❷ الزهد لابن المبارك: باب فضل ذكر الله عز وجل، ص ٥٠٤، رقم الحديث: ١٤٤٠

تردّد کے لڑنے لگے، یہاں تک کہ آپ نے بہت سے یہودیوں کو ٹھکانے لگا دیا، قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے، اچانک قلعہ کے پہرے داروں کا ایک گروہ نکلا، اس گروہ کے ایک آدمی نے آپ پر اس زور کا وار کیا کہ آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی۔

فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ بِهِ عَنْ نَفْسِهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يُقَاتِلُ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي نَفَرٍ مِنْ سَبْعَةٍ أَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْهَدُ عَلَى أَنْ نَقْلِبَ ذٰلِكَ الْبَابَ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَقْلِبَهُ. ❶

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شیر کی طرح قلعہ کے دروازہ کی طرف تیزی سے دوڑے، اور اس دروازہ کو اٹھایا، ڈھال کی کی طرح اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنایا، جب تک لڑتے رہے وہ دروازہ آپ کے ہاتھ میں ہی رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ پر اس قلعہ کو فتح کر دیا تو پھر اس دروازہ کو پھینک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ سات آدمی تھے اور میں آٹھواں شخص تھا ہم سب نے کوشش کی کہ اس دروازہ کو جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا، زمین سے اٹھائیں یا دروازہ کو الٹا دیں مگر ہم نہ کر سکے۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمت، قوت اور طاقت دیکھیں کہ کیسی جوانمردی کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں، یہی شوق اور جذبہ تھا کہ اللہ تعالی نے انہیں فتح سے ہمکنار فرمایا، اللہ!!! کیسی قوت تھی کہ وہ دروازہ جسے آٹھ آدمی مل کر نہ اٹھا سکیں اُسے صرف اٹھایا نہیں بلکہ مستقل اپنی ڈھال کے طور پر استعمال کیا، اللہ رب العزت نے آپ کو ایسی حیرت انگیز قوت اور طاقت عطا فرمائی تھی، یہ سب تعلق مع اللہ، تقوی اور توکل کا ثمرہ تھا، اگر

❶ دلائل النبوة للبيهقي: أبواب مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في بعث السرايا إلى حصون خيبر، ج۴ ص۲۱۲ / تاريخ الطبري: غزوة خيبر، ج۳ ص۱۳ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص۱۱۰

ہم بھی سچا جذبہ اور ہمت لے کر جہاد یا کوئی بھی کام کریں تو نصرتِ خداوندی ہمارے ساتھ شاملِ حال ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور کسر نفسی

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں ڈرا کہ میں نے مزید پوچھا تو آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، لہذا میں نے کہا: پھر تو آپ ہیں اے ابوجان؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ ❶

دنیا کے طالب مت بنو

مہاجر العامری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دو چیزیں سب سے زیادہ ڈرانے والی ہیں، لمبی لمبی امیدیں اور خواہش پرستی، لمبی امید سے آخرت بھول جاتی ہے اور خواہش پرستی حق سے روکتی ہے۔ اے لوگو! دنیا جانے والی اور قیامت آنے والی ہے، ان دونوں (یعنی دنیا وآخرت) کے بیٹے ہیں اور اولاد میں تم آخرت کے بیٹے (طالب) بنو اور دنیا کے بیٹے (طالب) مت بنو، آج (اس دنیا میں) عمل ہوگا مگر حساب نہیں ہوگا اور کل (روزِ قیامت) حساب ہوگا مگر عمل نہیں ہوگا۔ ❷

دنیاداروں کا احسان قبول نہ کرنا

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بازار کی طرف نکلے، آپ اپنے لیے نیا

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث: ۳٦٧١

❷ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ج ١ ص ٥٣٠، رقم الحديث: ٨٨١

کپڑا خریدنا چاہتے تھے، جب کپڑے کی دکان پر پہنچے تو کپڑا بیچنے والے سے کہا کہ مجھے تین درہم کا کوئی کپڑا دکھاؤ، جب دکاندار نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اکرام کا اندیشہ ہوا کیونکہ وہ امیر وحکمران تھے، اس لیے اس سے کپڑا نہیں خریدا اور دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے، جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو اس سے بھی نہیں خریدا، اس طرح ہوتے ہوئے آپ ایک چھوٹے لڑکے کے پاس پہنچے اور اس سے ایک کرتہ تین درہم کا خریدا، اس کو زیب تن فرمایا، جب دکان دار آیا تو کسی نے اس سے کہا کہ تیرے بیٹے نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو تین درہم میں کپڑا فروخت کیا، بھلا امیر المؤمنین سے دو درہم ہی لے لیے جاتے؟ دکاندار نے ایک درہم لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ اپنا درہم لے لیجیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متحیر ہو کر فرمایا یہ درہم میرا تو نہیں ہے۔

اس آدمی نے کہا کہ امیر المؤمنین! جو کرتہ آپ نے خریدا ہے اس کی قیمت دو درہم تھی لیکن میرے بیٹے نے غلطی سے تین درہم کا بیچ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا:

باعنی رضای وأخذت رضاه. (۱)

ترجمہ: آپ کے بیٹے نے یہ کرتہ میری رضامندی سے مجھے بیچا ہے اور میں نے بھی اس کی رضامندی سے کپڑا خریدا ہے، (یہ سن کر اس آدمی نے اپنا درہم لیا اور واپس اپنی دکان پر چلا گیا۔)

پیارے بچو! سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دنیا والوں سے استغنا دیکھیں، کیسے بچتے ہیں تاجروں اور لوگوں کے احسانات سے، جس بندے نے بھی پہچانا اس سے کپڑا خریدا ہی نہیں بلکہ ایک بچے سے خریدا جو آپ کو جانتا نہیں تھا، اور مارکیٹ میں جو اُس کی رقم تھی آپ نے

---

(۱) حياة الصحابة: ج ۳ ص ۳۴۵

ادا کردی، بعد میں اُس کا والد آپ پر احسان کرنا چاہتا تھا، لیکن آپ کسی کا اپنے اوپر احسان نہیں لینا چاہتے تھے، اس لیے یہ کہہ کر اُسے خاموش کردیا کہ اُس نے اپنی رضامندی سے دیا، میں نے اپنی خوشی سے لیا۔ عموماً دنیادار لوگ جب احسان کرتے ہیں تو اپنے بدلہ کے خواہش مند رہتے ہیں، اور دوسروں کے سامنے اس احسان کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادہ اور پاکیزہ غذا

دوپہر کے وقت عُکبرا (بغداد کے قریب ایک شہر) کے عامل امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملنے حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ بارگاہِ مرتضوی پر کوئی دربان ہی نہیں ہے جو اندر جانے سے لوگوں کو روکے، پھر انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر تشریف لے گئے، جب اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکڑوں بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک برتن تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی لائی گئی، وہ آدمی دل میں کہنے لگا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے میری امانت داری پر کوئی انعام دیں گے، کوئی موتی یا قیمتی چیز عنایت فرمائیں گے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس تھیلی کو کھولا تو میں اس روٹی کے چند ٹکڑے نکلے، آپ نے ان ٹکڑوں کو پیالہ میں ڈالا اور اس پر تھوڑا سا پانی انڈیلا، پھر اس آدمی سے فرمانے لگے: آؤ، میرے ساتھ کھانا کھاؤ، وہ آدمی بڑا متعجب ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ عراق میں رہ کر ایسا کرتے ہیں؟ اہل عراق کا کھانا تو پر تعیش اور لذیذ ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاہدانہ انداز میں فرمایا: خدا کی قسم!

وَأَكْرَهُ أَنْ أُدْخِلَ بَطْنِي إِلَّا طَيِّبًا. (۱)

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ میں پاکیزہ مال کے سوا اور کچھ ڈالوں۔

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۲/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۸

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ خلیفہ ہیں لیکن آپ کی غذا کس قدر سادہ اور پاکیزہ ہے، آپ نے خشک روٹی کے ٹکڑے لیے اور اُسے پانی میں بھگو کر نرم کر کے اُس کے اوپر پانی پی لیا، اور ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پیٹ میں صرف پاکیزہ غذا داخل کرتا ہوں، اس پاکیزہ غذا کا اثر تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ کی زبان سے علم وحکمت کے چشمے جاری کر دیے۔

پیارے بچو! بھوک لگ جانے کے وقت جو چیز میسر ہو اسے کھا کر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں یہ چیز بھی کھانے کو میسر نہیں، ہم تو خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں میسر چیز کھلا رہے ہیں، اس معاملے میں امی جان کو بالکل بھی تنگ نہیں کرنا چاہیے کہ میں نے یہ نہیں کھانا، مجھے فلاں چیز دلوائیے، کیونکہ اچھے بچے ایسا نہیں کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجرموں کا سراغ کیسے لگایا

اس واقعے کے راوی اصبغ بن نباتہ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس چند لوگوں کے بارے میں مقدمہ دائر کیا کہ یہ لوگ میرے والد کے ساتھ ایک تجارتی سفر پر روانہ ہوئے، مگر واپسی میں ان کے ساتھ میرے والد نہیں تھے۔ میں نے جب ان سے اپنے والد کے متعلق پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ تمھارے والد کا راستے ہی میں انتقال ہو گیا، ہم لوگوں نے اسے وہیں کفنایا اور دفن کر دیا۔ پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے والد کے مال و اسباب کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ مرتے وقت اس کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں تھا، جبکہ مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا والد ان کے ساتھ جب سفر پر روانہ ہوا تھا تو اس کے پاس بہت زیادہ مال تھا۔ امیر المؤمنین! میں نے اس مقدمے کو قاضی شریح کی خدمت میں

بھی پیش کیا تھا، مگر انھوں نے ان لوگوں سے قسم لے کر انھیں چھوڑ کر دیا۔ میں ان کے فیصلے سے مطمئن نہیں ہوا، آپ میری مدد فرمائیں تا کہ میرے والد کے قاتلوں کا پتا چل سکے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقدمے پر غور و فکر کیا۔ پولیس اور دوسرے تاجروں کو بلانے کا حکم دیا۔ سپاہیوں کو ایک طرف بلا کر بتایا کہ ان کو لے جاؤ، مگر یہ اکٹھے نہ ہونے پائیں، ان سے علیحدہ علیحدہ تفتیش کرنی ہے۔ ایک دوسرے سے گفتگو یا سرگوشی کی اجازت نہیں ہے، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے رجسٹرار کو بلایا اور ساتھ ان مجرموں میں سے ایک آدمی کو بھی طلب کیا۔ پھر اس سے پوچھنا شروع کیا: مجھے بتاؤ کہ مقدمہ دائر کرنے والے اس نوجوان کا باپ تمھارے ساتھ کس دن نکلا تھا؟ کس کس مقام پر تم لوگ رکے تھے؟ تمھارا سفر کیسا تھا؟ نوجوان کا باپ کس مرض میں مبتلا ہو کر مرا؟ اس کے مرنے کا سبب کیا تھا؟ اس کے مال کا کیا ہوا؟ اس کے انتقال کے بعد غسل کس نے دیا اور کفن دفن کا بندوبست کیسے ہوا؟ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ کس جگہ اسے دفن کیا گیا؟ وغیرہ وغیرہ

یہ سارے سوالات اور اس ملزم تاجر کے جوابات رجسٹرار نے اپنی ڈائری میں لکھ لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ آپ کے ساتھ حاضرین نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، ادھر دیگر ملزموں نے جب تکبیر کی آواز سنی تو انھیں گمان ہوا کہ شاید ان کے ساتھی نے حقیقت کا اظہار کر دیا ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے شخص کو پولیس کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد دوسرے ملزم کو بلایا۔ اس سے بھی وہی سوالات کیے جو پہلے ملزم سے کیے تھے، اسی طرح تیسرے کو بلایا اور وہی سوالات کیے جو پہلے دو ملزموں سے کیسے تھے۔

تینوں کے بیانات کو ملایا گیا تو ان میں تضاد تھا جس سے ان کا جرم ثابت ہوتا تھا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی بری سازش کا علم ہو گیا۔ پھر آپ نے پہلے مجرم کو بلوایا

اور اس سے کہا:

یَاعَدُوَّ اللّٰہِ، قَدْ عَرَفْتُ غَدْرَکَ وَکِذْبَکَ بِمَاسَمِعْتُ مِنْ أَصْحَابِکَ، وَمَایُنْجِیْکَ مِنَ الْعُقُوْبَۃِ إِلَّا الصِّدْقُ.

ترجمہ: اے اللہ کے دشمن! تمھارے ساتھیوں کے بیانات سننے کے بعد تیرا دھوکا اور جھوٹ مجھ پر واضح ہو گیا۔ اب تجھے سزا سے سچ کے سوا کوئی بھی حربہ نہیں بچا سکے گا۔

یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قید خانے میں ڈلوا دیا، پھر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور حاضرین نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، جب باقی دو مجرموں نے میرا امتحان کی گھڑیاں دیکھیں تو انھیں اس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ ان کے ساتھی نے ان کے کرتوت کا اقرار کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے مجرم کو بلوایا اور اسے بھی دھمکی دے کر پوچھا: کہ تیرے ساتھی نے سچ سچ بتا دیا ہے، اب تو اگر سچ نہیں بولتا تو پھر اپنے انجام کے بارے میں سوچ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سنتے ہی وہ کہنے لگا:

یَاأَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ! وَاللّٰہِ! لَقَدْ کُنْتُ کَارِھًا لِمَاصَنَعُوْا.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! میں نے ان لوگوں کے کرتوت کو ناپسند کیا تھا (مگر انھوں نے میری بات سُنی ان سُنی کر دی اور مذکورہ نوجوان کے باپ کو قتل کر دیا۔)

اسی طرح ایک ایک کر کے جب تینوں مجرموں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر مال کا تاوان ڈال دیا اور مقتول کا ان سے قصاص لیا گیا۔ ❶

---

❶ سنہرے واقعات: ص۴۰ تا ۴۲/ الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة لابن القیم: آثار عن الصحابة في القضاء والحکم بالفراسة والأمارات، ص ۱۲۲، ۱۲۳ / تبصرة الحکام في أصول الأقضیة ومناهج الأحکام: القسم الثالث، الفصل الأول، ج ۲ ص ۱۴۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور فہم وفراست

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مدینہ کی گلیوں میں چلے جارہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ غیظ وغضب کی حالت میں ایک عورت کو گھسیٹتے جارہے ہیں، وہ عورت خوف کے مارے کانپ رہی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: تم اس عورت کو کیوں گھسیٹ رہے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عورت نے بدکاری کی ہے، اسی لیے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس عورت کو ان کے ہاتھوں سے چھینا اور ان لوگوں کو خوب سرزنش فرمائی، چنانچہ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ضرور کسی بات کے معلوم ہونے پر ایسا کیا ہوگا، جاؤ! ان کو میرے پاس بھیجو، حضرت علی رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ نے ان لوگوں کو کیوں واپس کردیا اور ان کو اس بدکار عورت پر حد قائم کرنے سے کیوں منع کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (یعنی وہ بے قصور ہیں) ایک سونے والا آدمی یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے، دوسرا نابالغ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجائے، اور تیسرا مجنون جب تک کہ وہ ٹھیک نہ ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ ارشاد سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! اس عورت کو کبھی دیوانہ پن کا دورہ پڑتا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ آدمی اس کے پاس اس حالت میں آیا ہو کہ اسے دیوانہ پن کا دورہ پڑا ہو، (یہ سن

کر) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رہا کر دیا۔ ❶

پیارے بچو! کسی پر کوئی بات ثابت کرنے کے لیے پہلے خوب چھان پھٹک کرنی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کسی پر ناحق تہمت لگ جائے اور جس کی پاداش میں ہم عند اللہ پکڑے جائیں۔ اگر کسی کو گناہ میں دیکھیں بھی تو اُس پر پردہ ڈالیں، آپ دوسروں پر پردہ ڈالیں اللہ رب العزت آپ کے عیوب پر پردہ ڈالے گا، کسی کو گناہ کو وجہ سے حقیر نہ جانیں اور نہ طعنہ دیں، آپ نے شاید اُسے گناہ کرتے دیکھا ہوگا توبہ کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔

عالم ربانی اور فقیہ کے اوصاف

حضرت علی رضی اللہ عنہ محراب کے پاس بیٹھے تھے، آپ کی زبان سے کلمات تشکر وتضرع جاری تھے، لوگ آپ کے اردگرد حلقہ بنائے آپ سے علمی استفادہ کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ ہمیں فقیہ (عالم) کے اوصاف سے آگاہ کیجیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

أَلا إِنَّ الْفَقِيهَ كُلَّ الْفَقِيهِ الَّذِى لَا يُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وَلَا يُؤَمِّنُهُمْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ، وَلَا يُرَخِّصُ لَهُمْ فِى مَعَاصِى اللَّهِ، وَلَا يَدَعُ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَلَا خَيْرَ فِى عِبَادَةٍ لَا عِلْمَ فِيهَا، وَلَا خَيْرَ فِى عِلْمٍ لَا فَهْمَ فِيهِ، وَلَا خَيْرَ فِى قِرَاءَةٍ لَا تَدَبُّرَ فِيهَا. ❷

ترجمہ: (حقیقی فقیہ) وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے، اور لوگ کو اللہ کے عذاب سے بےخوف نہ کرے اور (حیلے اور تدبیروں) کے ذریعے اللہ کی نافرمانی

---

❶ مسند أحمد: ج٢ ص٣٧٣، رقم الحديث: ١١٨٣ / سنن أبي داود: كتاب الحدود، باب في المجنون يسرق أو يصيب حدا، رقم الحديث: ٤٣٩٩

❷ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج١ ص٧٧/ جامع بيان العلم وفضله، ج٢ ص١١٨، رقم: ١٥١٠

کی رخصت نہ دے، اور قرآن کو بے رغبتی ظاہر کرتے ہوئے نہ چھوڑے، ایسی عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں علم نہ ہو اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جس میں فہم نہ ہو اور اس تلاوت میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

ہمیں بھی ان صفات سے متصف ہونے کی ضرورت ہے، اس لیے ابھی سے کوشش کریں کہ ان صفات پر عمل پیرا ہوں، اللہ تعالی سے دعا مانگتے رہنا چاہیے کہ اللہ ہمیں دین متین کی سمجھ عطا فرمائیں، اور ان اوصاف سے ہمیں متصف فرمائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قوتِ فیصلہ میں مہارت

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عجیب و غریب مقدمہ عدالت فاروقی میں پیش ہوتا ہے، ایک انصاری نوجوان لڑکا کہتا ہے کہ جناب! میں فلاں عورت کا بیٹا ہوں، مگر وہ مجھے اپنا بیٹا ماننے سے انکاری ہے۔

سوال ہوا: تمھارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟

جناب! میں اس کا ثبوت کیا پیش کر سکتا ہوں!

عورت سے پوچھا گیا: کیا معاملہ ہے؟

اس نے سرے سے انکار کیا کہ میری تو کبھی شادی ہی نہیں ہوئی ہے۔

ادھر عورت نے چند گواہوں کو بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کر دیا جنھوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت نے بھی کسی سے شادی ہی نہیں کی ہے، پھر اس کا بچہ کہاں سے پیدا ہو گیا؟! یہ لڑکا جھوٹ بول کر خواہ مخواہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس عورت کا بیٹا ہے، یہ تو سراسر بہتان ہے!!

امیر المؤمنین نے یہ ساری باتیں سننے کے بعد اس نوجوان پر حد جاری کرنے کا حکم دے دیا۔ اس دوران میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے اور اس مقدے

کے بارے میں پوچھنے لگے، لوگوں نے ساری داستان بتا دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدمے سے متعلق سب لوگوں کو بلایا اور مسجد نبوی میں بیٹھ گئے، پھر عورت سے پوچھا: کیا یہ جوان تیرا بیٹا نہیں ہے؟

عورت نے جواب دیا: ہاں، یہ میرا بیٹا ہر گز نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نوجوان سے کہا: جوان! تم بھی ویسے ہی انکار کر دو کہ یہ عورت تمھاری ماں نہیں ہے، جیسا کہ اس نے تمھیں اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

نوجوان عرض کرنے لگا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں جبکہ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ میری ماں ہے؟!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس عورت کو ماں کہنے سے انکار کر دو، اور میں آج سے تمھارا باپ اور میرے بیٹے حسن و حسین تمھارے بھائی ہوں گے۔

نوجوان نے عرض کی: ہاں، میں اس عورت کو اب اپنی ماں ماننے سے انکار کرتا ہوں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عورت کے اولیاء سے فرمایا:

أَمْرِیْ فِی هٰذِهِ الْمَرْأَةِ جَائِزٌ؟

ترجمہ: کیا اس عورت کے بارے میں میری بات مانی جائے گی؟

اولیا نے عرض کی: ہاں ہاں، کیوں نہیں۔ بلکہ ہمارے سلسلے میں بھی آپ جو حکم دیں گے ہم ماننے کو تیار ہیں۔

ان کی باتیں سننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گویا ہوئے: اے قنبر! (قنبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کا نام تھا) ان حاضرین کے سامنے تم گواہ رہو کہ میں نے اس اجنبی خاتون کی شادی اس نوجوان سے کر دی۔ تم جا کر درہموں کی تھیلی لاؤ۔

قنبر گیا اور تھیلی لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رکھ دی، اس میں چار سو اسی

(۴۸۰) درہم تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عورت کو بطورِ مہر یہ درہم دیے اور نوجوان سے فرمایا:

خُذْبِيَدِامْرَأَتِکَ وَلَاتَأْتِنَاإِلَّاوَعَلَيْکَ أَثَرُالْعُرُسِ.

ترجمہ: اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑو اور اس کے بعد ہمارے پاس اسی صورت میں حاضر ہونا جبکہ تمھارے اوپر عُرس (سہاگ رات) کے نشانات ہوں۔

یہ کہہ کر جوں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے، عورت کہنے لگی: اللہ اللہ، اے ابوالحسن! یہ نوجوان تو میرے حق میں جہنم کا ٹکڑا بن جائے گا۔ یہ تو، اللہ کی قسم، میرا بیٹا ہے۔ میں اب مان گئی اور آپ کے سامنے اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیونکر تمھارا بیٹا ہوسکتا ہے جبکہ تم نے ابھی کچھ ہی لمحے پہلے اسے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کیا تھا اور ساتھ گواہوں کو بھی پیش کیا تھا؟!

عورت کہنے لگی: دراصل بات یہ ہے کہ اس نوجوان کا باپ ایک حبشی تھا، میرے بھائیوں نے اس کے ساتھ میری شادی کردی، اس سے مجھے حمل ٹھہر گیا۔ کچھ دنوں بعد اس کا باپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گیا اور شہید ہوگیا۔ اس کے بعد جب میرا بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے فلاں قبیلے میں بھیج دیا۔ میرے اس بیٹے نے اسی قبیلے میں پرورش پائی، پھر میں نے اسے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ پوری داستان سن کر فرمایا: میں ابوالحسن ہوں، میں کسی اور کا باپ کیونکر بن سکتا ہوں؟! پھر آپ نے اس نوجوان کو اس عورت کے ساتھ بھیج دیا اور اسکا نسب بھی اس عورت کے ساتھ ثابت کردیا۔ [1]

[1] سنہرے واقعات: ص۴۲ تا ۴۵/ الطريق الحكمية فى السياسة الشرعية لابن القيم: آثار عن الصحابة في القضاء والحكم بالفراسة والأمارات، ص١١٦، ١١٧

رمضان کا مہینہ کیسے گزاریں

جب رمضان المبارک آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے اور اس میں یہ ارشاد فرماتے:

كان علي يخطب إذا حضر رمضان ثم يقول: هذا الشهر المبارك الذى فرض اللّٰه صيامه ولم يفرض قيامه ليحذر رجل أن يقول: أصوم إذا صام فلان وأفطر إذا أفطر فلان ألا إن الصيام ليس من الطعام والشراب، ولكن من الكذب والباطل واللغو ألا لا تقدموا الشهر إذا رأيتم الهلال فصوموا، وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فأتموا العدة. ❶

ترجمہ: یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ نے فرض کیا اور اس کے قیام کو (ثواب کی چیز بنایا لیکن) فرض نہیں کیا۔ اور آدمی کو یہ بات کہنے سے بچنا چاہیے کہ جب فلاں روزہ رکھے گا تو میں بھی رکھوں گا اور جب فلاں روزہ رکھنا چھوڑ دے گا تو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ غور سے سنو! روزہ صرف کھانے پینے کے چھوڑنے کا نام نہیں ہے، بلکہ انہیں تو چھوڑنا ہے ہی، لیکن اصل روزہ یہ ہے کہ آدمی جھوٹ، غلط اور بیہودہ باتوں کو بھی چھوڑ دے۔ توجہ سے سنو! رمضان کے مہینہ کو اس کی جگہ سے آگے نہ لے جاؤ وہیں رہنے دو، اس لیے جب تمہیں رمضان کا چاند نظر آجائے تو روزے شروع کردو، اور جب عید کا چاند نظر آئے تو روزے رکھنے چھوڑ دو۔ اور اگر رمضان کی شب کو غروب کے وقت اَبر ہو تو پھر مہینہ کی گنتی پوری کرو۔

امیر المؤمنین ہو کر سادہ لباس پہنا

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو عرب کے داناؤں میں سے

---

❶ كنز العمال: كتاب الصوم، فصل في فضل رمضان، ج۸ص ۵۸۲، رقم الحديث: ۲۴۲۷۲

ایک دانا آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اپنے لیے کسی نرم اور اچھے لباس کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کپڑا مجھ سے غرور و تکبر کو دور کرتا ہے اور نماز میں خشوع و خضوع کے لیے معاون ہے، اور یہ لوگوں کے لیے اچھا نمونہ ہے تاکہ لوگ اسراف اور تبذیر نہ کریں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص: ۸۳) (ترجمہ) یہ آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور اچھا انجام نیک لوگوں کے لیے ہے۔ ❶

پیارے بچو! آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود نرم ملائم اور قیمتی لباس اس لیے نہیں پہن رہے کہ لوگوں کو کوئی حرج نہ ہو، اور اسی کو نماز کے خشوع و خضوع کا ذریعہ بتا رہے ہیں، ہمیں بھی سادگی اپنانی چاہیے، تکلفات میں نہیں پڑنا چاہیے، صاف ستھرا اور سادہ لباس پہننا چاہیے، اللہ رب العزت کو عجز وانکساری اور سادگی پسند ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آٹھ سنہرے اقوال

جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا اور آپ ان دنوں نہایت بیمار تھے، تو ایک دن آپ کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے میرے بیٹے! مجھ سے چار پھر مزید چار باتیں یاد رکھو، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابا جان! پہلی چار باتیں کون سی ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أغنى الغنى: العقل، وأكبر الفقر: الحمق، وأوحش الوحشة: العجب، وأكرم الكرم: حسن الخلق، قال فالأربع الأخرى؟ قال: إياك

❶ خلفاء الرسول صلى الله عليه وسلم: ص ۵۱۱، ۵۱۲

ومصاحبة الأحمق، فإنه يريد أن ينفعك فيضرك، وإياك ومصادقة الكذاب فإنه يقرب عليك البعيد، ويبعد عليك القريب، وإياك ومصادقة البخيل فإنه يقعد عنك أحوج ما تكون إليه، وإياك ومصادقة الفاجر فإنه يبيعك بالتافه. ❶

ترجمہ: سب سے بڑی دولت عقل کی دولت ہے، سب سے بڑا افقر حماقت ہے، سب سے بڑی وحشت خود پسندی ہے، اور سب سے اچھی صفت خوش اخلاقی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دوسری چار باتیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: احمق آدمی کی صحبت سے بچتے رہنا، کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر نقصان پہنچا دے گا، اور جھوٹے شخص سے کبھی دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ دور کو تیرے قریب اور قریب کو دور کر دے گا، اور بخیل آدمی سے بھی بچنا کیونکہ تو اس کا اتنا حاجت مند نہیں ہوگا جتنا وہ تیرا حاجت مند ہوگا، اور وہ تجھے چھوڑ بیٹھے گا، اور بُرے آدمی کی صحبت بھی اختیار نہ کرنا کیونکہ وہ تجھے چند پیسوں کے عوض بیچ دے گا۔

حضرت علی کی صاحبزادی کا حضرت عمر سے نکاح

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کے لیے نکاح کا پیغام دیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنی بیٹیاں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے لیے روک رکھی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علی! تم میرا اس سے نکاح کر دو، خدا کی قسم! روئے زمین پر میری طرح کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کے ساتھ نیک برتاؤ کرے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشی سے فرمایا کہ مجھے قبول ہے، چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کو اطلاع دی جو روضہ رسول اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیٹھے تھے،

❶ تاريخ الخلفاء: ترجمة: الخليفة الرابع: علي بن أبي طالب، ص ۱۴۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ مجھے رخصت کرو، لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! کس کے ساتھ؟ فرمایا کہ علی بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ، خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

كُلُّ نَسَبٍ وسَبَبٍ مُنقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَسَبَبِي وَكُنتُ قَدْ صَحِبْتُهُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ هَذَا أَيْضًا. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن تمام حسب ونسب ختم ہو جائیں گے، بس میرا حسب اور نسب باقی رہے گا، اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے، پس میں نے چاہا کہ میرا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نسب (رشتہ) ہو۔

پیارے بچو! کتنا حسین رشتہ ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان، سیدنا علی سسر ہیں اور سیدنا عمر فاروق داماد ہیں۔ اور خود جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کے داماد ہیں، جبکہ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سسر ہیں، کیسا مضبوط تعلق بندھن اور رشتہ تھا خلفائے اربعہ کا آپس میں۔ ایک دلچسپ بات یہ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضور کے داماد ہیں جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر، یعنی شیخین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں، جبکہ سیدنا عثمان وعلی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں، اس موضوع پر ایک ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "دو سسر دو داماد" اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اب ایسی صنف میں یہ کتاب لکھی ہے کہ پوری کتاب میں ایک نقطہ بھی نہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر "ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم" ہے، اگر آپ اردو ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھیں۔

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: أم كلثوم بنت علي، ج۸ ص۴۶۳/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: زيد بن عمر بن الخطاب، ج۱۹ ص۴۸۶

حضرت علی کی والدہ کی وفات پر حضور کی تجہیز و تکفین میں شرکت اور دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بن اسد نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس کے سرہانے بیٹھ کر درد بھرے انداز میں فرمانے لگے:

رَحِمَکِ اللّٰہُ یَا أُمِّی، کُنتِ أُمِّی بَعْدَ أُمِّی، وتُشْبِعِینی وتَعْرَیْنَ وتُکْسِینِیْ، وتَمْنَعِینَ نَفْسَکِ طَیِّبًا، وتُطْعِمِینِی تُرِیدِینَ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْآخِرَۃَ.

ترجمہ: اماں جان! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے، آپ میری امی جان کے بعد میرے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں، آپ خود بھوکی رہتیں اور مجھے جی بھر کے کھانا کھلاتیں، خود معمولی کپڑے پہنتیں اور مجھے اچھا لباس پہناتیں، خود عمدہ کھانے سے ہاتھ روکے رکھتیں اور مجھے کھانا پیش کر دیتیں، بلاشبہ آپ اس سے محض اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ پانی ان کے جسم پر ڈالا جس میں کافور کی آمیزش کی گئی تھی۔ اپنی قمیص اتار کر اسے پہنا دی اور اس کے اوپر ایک اور چادر کا کفن پہنایا، جب اس کی قبر کھودی گئی اور کھودنے والے لحد تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے لحد بنائی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے فارغ ہوئے، آپ خود اس لحد میں لیٹ گئے اور فرمایا:

اَللّٰہُ الَّذِی یُحْیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوتُ، اغْفِرْ لِأُمِّی فَاطِمَۃَ بِنْتِ أَسَدٍ فَإِنَّکَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِینَ.

ترجمہ: وہ اللہ جو زندگی اور موت دیتا ہے، جو خود زندہ ہے کبھی اُس پر موت نہیں آئے گی،

الٰہی میری والدہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے، بلا شبہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

پھر آپ نے جنازہ پڑھانے کے بعد خود بنفس نفیس اُسے لحد میں اتارا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ صحابہ کرام نے یہ منظر دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور عرض کی یا رسول اللہ!

رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ شَيْئًا لَمْ تَصْنَعْهُ بِأَحَدٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَلْبَسْتُها قَمِيصِي لِتَلْبَسَ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ، وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِي قَبْرِهَا لِيُخَفَّفَ عَنْهَا مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، إِنَّهَا كَانَتْ أَحْسَنَ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيَّ صَنِيعًا بَعْدَ أَبِيْ طَالِبٍ.

ترجمہ: ہم نے اس سے پہلے آپ کو کسی بھی وفات پر اس طرح عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ اس عظیم المرتبت خاتون نے میرے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا ہے۔ میں نے اسے اپنی قمیص اس لیے پہنائی تاکہ اُسے جنت کا لباس پہنایا جائے، لحد میں اس لیے لٹایا تاکہ قبر میں اُن کے لیے آسانی میسر آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر میں سکڑنے کی کیفیت پیدا نہ ہوئی، اس طرح حضرت فاطمہ بنت اسد قبر کے شکنجے سے محفوظ و مامون رہیں۔ آپ کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر منور ہوگئی۔ اور اس سخی اور عظیم المرتبت خاتون پر رحمت کی برکھا برسنے لگی۔ آپ دنیا جہاں کی خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہوئیں۔ ❶

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ۲۴ ص ۳۵۱، رقم الحديث: ۸۷۱/ المعجم الأوسط: ج ۷ ص ۸۷، رقم الحديث: ۶۹۳۵/ معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۷۶، رقم: ۲۸۹

مال کی تقسیم میں عدل وانصاف

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے کثیر مال آیا، تو آپ نے اس مال کو سات حصوں میں تقسیم کیا، اس مال میں ایک روٹی بھی نکلی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے اور ان سات حصوں میں سے ہر ایک میں ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا، پھر سات امراء کو بلایا اور ان کے درمیان قرعہ اندازی کی تاکہ معلوم کریں کہ ان امراء میں سے کس کو پہلے دیا جائے اور کس کو اس کے بعد، حتی کہ ہر امیر نے اپنا حصہ وصول کیا۔ ❶

پیارے بچو! کتنے پیارے طریقے سے تقسیم کی تاکہ کسی کے درمیان کوئی نزاع و جھگڑا پیدا نہ ہو، ہمیں بھی معاملات کرتے وقت خوب سوچ سمجھ کر عدل وانصاف سے کام کرنا چاہیے۔

دوست کس کو بنانا چاہیے

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں چند اشعار مروی ہیں:

لَا تَصْحَبْ أَخَا الْجَهْلِ　　فَإِيَّاكَ وَإِيَّاهُ
فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرْدَى　　حَلِيمًا حِينَ يُغْشَاهُ
يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ　　إِذَا مَا هُوَ مَاشَاهُ ❷

ترجمہ: نادان کو دوست نہ بناؤ، اپنے آپ کو اس سے دور رکھو، اس لیے کہ کتنے ہی نادان ایسے ہیں کہ جب حلیم وبردبار آدمی نے ان کو اپنا بھائی بنایا تو وہ برباد ہوگئے، انسان جس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے لوگ اس کو اسی پر قیاس کرتے ہیں۔

نیز کسی شاعر کا شعر ہے:

---

❶ الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۳ ص ۱۱۱۳

❷ قوت القلوب: الفصل الرابع والأربعون، ج۲ ص ۳۶۹

إِنَّ أَخَاکَ الصِّدْقَ مَنْ كَانَ مَعَکَ   وَمَنْ يَضُرُّ نَفْسَهُ لِيَنْفَعَکَ
وَمَنْ إِذَا رَيْبُ الزَّمَانِ صَدَّعَکَ   شَتَّتُ فِيکَ شَمْلَهُ لِيَجْمَعَکَ ❶

ترجمہ: تیرا مخلص بھائی وہ ہے جو تیرے ساتھ رہے اور تیرے فائدہ کی خاطر اپنا نقصان گوارا کر لے، اور جب حوادثِ زمانہ تجھے پریشانی میں مبتلا کریں تو وہ تیرے سکون کی خاطر خود کو بے سکون کر لے۔

حضرت علی نے فرمایا شیخین کی اقتداء کرو

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اے امیر المؤمنین! ہم آپ کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری بھی اسی طرح اصلاح فرما جس طرح آپ نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی، ذرا بتایئے وہ کون تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں تر ہوگئیں، ارشاد فرمایا: وہ دونوں میرے حبیب، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں، جو ہدایت کے امام اور اسلام کے شیخ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی اقتداء کی جاتی ہے، جو شخص ان کی اقتداء کرے گا محفوظ رہے گا اور جو ان کے نقش پا کی پیروی کرے گا اُسے صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل ہوگی اور جو شخص ان کو مضبوطی سے تھام لے وہ اللہ کے گروہ میں سے ہے:

هم حبيباى: أبو بكر وعمر، إماما الهدى، وشيخا الإسلام، ورجلا قريش، والمقتدى بهما بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم، ومن اتبع آثارهما هدى الصراط المستقيم، ومن تمسك بهما فهو من حزب الله. ❷

❶ قوت القلوب: الفصل الرابع والأربعون، ج۲ ص ۳۶۹

❷ تاريخ الخلفاء: الخليفة الرابع: علي بن أبي طالب، ص۱۳۸ / محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۸۵۵/ سمط النجوم العوالي: ج۲ ص ۳۹۵

پیارے بچو! ہمیں بھی اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے، یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی ترتیب یہی رہی ہے کہ پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق، دوسرے سیدنا عمر فاروق، تیسرے سیدنا عثمان غنی اور چوتھے خلیفہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں، ان کا زمانہ تیس سال ہے اور انہی کو ''خلفائے راشدین'' کہا جاتا ہے، دوسری بات یہ سمجھ آتی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کتنا پیار اور محبت تھی کہ اُن کے تذکرے کے وقت آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں اور اپنے حبیب کہہ کر انہیں یاد کیا، اور انہیں ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام قرار دیا، اور ان کی اقتداء کا حکم دیا، معلوم ہوا کہ حضراتِ صحابہ کرام میں آپس میں بڑی عقیدت و محبت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ حکمت آموز اقوال

آپ نے فرمایا: میری پانچ باتیں یاد رکھو:

لا يخافن أحد منكم إلا ذنبه، ولا يرجو إلا ربه، ولا يستحي من لا يعلم أن يتعلم، ولا يستحي من لا يعلم إذا سئل عمّا لا يعلم أن يقول الله أعلم، وإن الصبر من الإيمان بمنزلة الرأس من الجسد إذا ذهب الصبر ذهب الإيمان، وإذا ذهب الرأس ذهب الجسد. ❶

ترجمہ: (۱) کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔ (۲) اور سوائے اپنے رب کے کسی سے اُمید نہ رکھنی چاہیے۔ (۳) جو چیز آدمی نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہیے۔ (۴) عالم کو اس وقت شرم نہ کرنی چاہیے جب کہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا

❶ تاريخ الخلفاء: ترجمة: على بن أبي طالب، ص ١٤٣

ہے۔(۵) صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی، جب صبر جاتا رہا سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیوں کہ جب سر ہی جاتا رہا تو جسم کہاں بچ گیا۔

رعایا کے حقوق کی نگہداشت کے لیے بازاروں میں گشت

ایک دن ابومطر نامی شخص نماز کے بعد مسجد سے نکلا تو اس نے پیچھے سے آواز سنی، کوئی کہہ رہا ہے کہ اپنا تہبند اونچا رکھو، کیونکہ یہ چیز تیرے رب سے زیادہ ڈرنے والی اور تیرے کپڑوں کو زیادہ صاف رکھنے والی ہے، اور اگر تم مسلمان ہو تو سر کے بال بھی تراشو، جب اس آدمی نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جن کے ہاتھ میں درّہ بھی تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے اونٹوں کے بازار میں داخل ہوئے اور (وہاں کے تاجروں سے مخاطب ہو کر) فرمایا:

بِيعُوْا وَلَا تَحْلِفُوا، فَإِنَّ الْيَمِينَ تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

ترجمہ: معاملہ کرو مگر قسمیں نہ کھاؤ، کیونکہ قسمیں کھانے سے سامانِ تجارت تو بک جائے گا لیکن برکت ختم ہو جائے گی۔

پھر آپ ایک بائع کے پاس آئے جو کھجور بیچ رہا تھا، وہاں دیکھا کہ ایک باندی رو رہی ہے، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ باندی نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اس آدمی سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی تھیں، میرے مالک نے ان کھجوروں کو لینے سے انکار کر دیا اور مجھے کہا کہ بائع کو واپس کر کے اس سے درہم واپس لے لو، اب یہ بائع مجھے درہم نہیں دے رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے بیچنے والے شخص سے فرمایا: اپنی کھجوریں لے لو اور اس کو درہم واپس دے دو، یہ بیچاری اپنے معاملہ میں مجبور ہے، بائع نے انکار کیا اور زور زور سے بولنے لگا، ابومطر نے بائع سے کہا کہ جانتے بھی ہو کہ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے والا شخص کون ہے؟ بائع نے تیز لہجہ میں کہا کہ نہیں، کون ہیں یہ؟ ابومطر نے کہا

کہ یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، بائع (یہ سن کر) خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اسی وقت باندی سے کھجوری لیں اور اس کو درہم واپس دے دیا، پھر کہنے لگا:

أُحِبُّ أَنْ تَرْضَى عَنِّى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا أَرْضَانِى عَنْكَ إِذَا أَوْفَيْتَهُمْ حُقُوقَهُمْ.[1]

ترجمہ: یا امیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو نے حق دار کو پورا پورا حق دے دیا تو میں تجھ سے راضی ہوں۔

پیارے بچو! اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابومطر کو نصیحت کی کہ اپنی شلوار اوپر کرو، اس سے اللہ بھی راضی ہوگا اور تمہارا لباس بھی صاف رہے گا، پراگندہ، منتشر اور بکھرے ہوئے بال کاٹنے کا حکم دیا، اس لیے اس سے انسانی شخصیت اور وقار مجروح ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عفو و درگزر اور تحمل مزاجی کیسی ہے کہ امیر المؤمنین ہو کر بھی معاف کر دیا، اور فرمایا کہ حق دار کو حق دو میں تم سے راضی ہو جاؤں گا، گویا میرا تم سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے، دل میں بات نہیں رکھی، اُس نے معافی مانگی تو آپ نے معاف کر دیا۔

حضرت ابوبکر اور حضرت علی کی فضیلت سے متعلق سوال پر علامہ ابن جوزی کا انوکھا جواب

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے دور میں بغداد میں اہلِ سنت اور شیعہ کے درمیان حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی مفاضلت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا، تو سب نے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے جواب پر رضامندی کا اظہار کیا، اور دونوں نے ایک شخص کو کھڑا کیا کہ وہ اس بارے میں آپ سے دریافت کرے، تو اس وقت آپ اپنی مجلس وعظ کی

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۶/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ۱۸ ص ۶۲/ المنتخب من مسند عبد بن حميد: ج ۱ ص ۶۲

کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

أفضلهما من كانت ابنته تحته، ونزل في الحال حتى لا يراجع في ذلك، فقالت السنة هو أبو بكر لأن ابنته عائشة رضي الله عنها تحت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، وقالت الشيعة هو علي لأن فاطمة ابنة رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، وهذا من لطائف الأجوبة. ❶

ترجمہ: ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جس کی لڑکی آپ کی بیوی ہے، اور اسی وقت کرسی سے اتر آئے تاکہ آپ سے اس بارے میں گفتگو نہ کی جائے، اہل سنت کہنے لگے وہ حضرت ابوبکر ہیں کیوں کہ آپ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، اور شیعہ کہنے لگے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی ہیں۔

حضرت علی کی نگاہ میں حضرت صدیق اکبر کا مقام

ایک آدمی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے اپنی ظاہری ہیئت وشکل پرہیزگاروں والی بنا رکھی تھی، جیسے خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا محبّ ہے، امیر المؤمنین سے عرض کرنے لگا جبکہ خباثت اور شرارت اس کی آنکھوں سے نظر آرہی تھی: اے امیر المؤمنین! اس کی کیا وجہ ہے کہ مہاجرین وانصار، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فوقیت دیتے ہیں، جب کہ آپ مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ان سے افضل ہیں، اور آپ اسلام لانے میں بھی ان سے مقدم ہیں، آپ کو تو اتنی سبقتیں حاصل ہیں؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھانپ گئے کہ اس شخص کا گفتگو سے کیا مقصد ہے، چنانچہ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے قرشی لگتے ہو، شاید قبیلہ عائذہ کے! اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا جی ہاں، حضرت

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو الفرج ابن الجوزي، ج٣ص ١٤٢

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ناس ہو، اگر ایک مؤمن خدا تعالی کی پناہ لینے والا نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا:

ویحک إن أبا بکر سبقني إلی أربع: سبقني إلی الإمامة، وتقدیم الإمامة، وتقدیم الهجرة وإلی الغار، وإفشاء الإسلام؛ ویحک إن اللّٰه ذمّ الناس کلّهم ومدح أبا بکر فقال: إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ. ❶

ترجمہ: (یاد رکھو) ابوبکر رضی اللہ عنہ چار امور میں مجھ پر سبقت لے گئے، ایک تو وہ امامت میں مجھ پر سبقت لے گئے، دوسرے ہجرت، تیسرے غارِ ثور اور چوتھے اسلام کو رواج دینے میں مجھ سے آگے بڑھ گئے، تیرا ناس ہو! اللہ تعالی نے اس آیت میں سب لوگوں کی مذمت بیان فرمائی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی ہے۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کی تائید نہیں کی کہ میرا مقام افضل ہے، یا اپنی تعریف سن کر اُس کی طرف داری نہیں کی، اور نہ انعام سے نوازا، بلکہ سخت الفاظ میں سرزنش کی کہ اگر تم حرم میں نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار خصوصیات بیان کیں:

(۱) اسلام قبول کرنے میں، (۲) ہجرت میں، (۳) غارِ ثور میں حضور کی رفاقت میں، (۴) دین اسلام کی نشر واشاعت میں وہ مجھ سے سبقت کر گئے ہیں۔

ہمیں بھی چاہیے کہ اگر کوئی بے جا ہماری تعریف کر کے اور ہمیں بڑھا چڑھا کر اسلافِ امت اور علماء سے بدظن کرنا چاہے تو ہمیں اس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے، بڑوں سے کبھی بدظن نہیں ہونا چاہیے، اُن کا تذکرہ ہمیشہ عقیدت ومحبت سے کرنا چاہیے، اور اپنے علم وفیض

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد اللّٰه ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة، ج ۳۰ ص ۲۹۱ / حیاة الصحابة: إنکار علي علی من فضله علی أبي بکر، ج ۳ ص ۲۰۴

کی نسبت انہی کی طرف کر کے اُن کا ذکر خیر کرنا چاہیے، اور ان کے علم وتقوی اور دین کے لیے قربانیوں کو سراہنا چاہیے۔

حضرت علی کی طرف سے نمائندہ بن کر حضرت ابن عباس کا خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خوارج نے علیحدگی اختیار کی تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں (یعنی تھوڑی تاخیر سے پڑھیں) تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات کروں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں کا خوف ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ! ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یمن کا عمدہ سے عمدہ جوڑا زیب تن کیا اور پھر خوارج کے پاس آ گیا۔

وہ لوگ عین دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ چنانچہ میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ ان جیسے میں نے کبھی نہیں دیکھے، وہ لوگ شدت وریاضت سے عبادت خداوندی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ کثرت عبادت کی وجہ سے اونٹ کے بدن کی طرح پھٹے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر کثرتِ سجود کی وجہ سے نمایاں نشانات پڑے ہوئے تھے۔ تاہم میں ان کے پاس داخل ہوا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اے ابن عباس! مرحبا (خوش آمدید) یہاں آپ کیوں تشریف لائے؟ میں نے کہا: میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے بات کروں! پھر میں بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی تھی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وحی کی تاویل سے باخوبی واقف ہیں۔ تاہم بعض خارجیوں نے کہا: ابن عباس کے ساتھ بات مت کرو اور بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: مجھے بتاؤ! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، ان کے داماد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر کیوں طعن و تشنیع کرتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی ان کے ساتھ ہیں؟ خوارج بولے: ہم لوگ ان پر تین چیزوں کی وجہ سے طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بھلا وہ کیا کیا ہیں؟ کہنے لگے: پہلی چیز یہ کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم (ثالث) بنایا ہے، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ'' حکم و فیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ اور کیا چیز ہے؟ کہنے لگے: حضرت علی حضرت معاویہ کے ساتھ قتال کرتے ہیں اور ان بچوں اور عورتوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے اموال کو غنیمت سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ سو اگر وہ کافر ہیں تو لامحالہ ان کے اموال ہمارے لیے حلال ہیں اور اگر وہ مؤمن ہیں پھر تو ہمارا ان کی طرف تلوار اٹھانا بھی حرام ہے۔ میں نے کہا ان دو کے علاوہ اور کون سی بات ہے جو طعن و تشنیع کے قابل ہو؟ کہنے لگے: انہوں نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا ہے۔ پس اگر وہ امیر المؤمنین نہیں تو پھر وہ امیر الکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی محکم کتاب سے آیات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے احادیث پڑھ کر (بطورِ دلائل کے) تمہیں سناؤں تو کیا تم رجوع کر لو گے؟ کہنے لگے: جی ہاں ہم ضرور رجوع کر لیں گے۔ میں نے کہا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم بنایا ہے، سو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ (المائدۃ: ۹۵)

ترجمہ: اے ایمان والو (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور

جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کر دیں۔

نیز شوہر اور اس کی بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ (النساء: ۳۵)

ترجمہ: اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف (یعنی حکم) مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آیا کہ انسانوں کے جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کی خاطر انسانوں کو حکم و منصف بنانا زیادہ بہتر ہے یا ایک شکار کیے ہوئے خرگوش جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے اس کے بارے میں ان کو حکم بنایا زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگے جی ہاں انسانوں کی جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کے لیے ان کو حکم بنانا زیادہ بہتر ہے۔

فرمایا: کیا میں اس اعتراض کے جواب سے بری الذمہ ہو گیا ہوں؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ وہ قتال تو کرتے ہیں مگر فریق مخالف کی عورتوں اور بچوں کو قید نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے اموال غنیمت کے طور پر تقسیم کرتے ہیں، تو مجھے بتاؤ! کیا تم لوگ اپنی ماں کو قید کرو گے اور پھر تم اس سے ایسے تعلقات کو حلال سمجھو گے جن کو تم لوگ دیگر عورتوں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے) تمہاری ماں نہیں ہے تو بلاشبہ تم نے کفر کا ارتکاب کر لیا، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الأحزاب: ٦)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور نبی کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔

پس تم لوگ دو طرح کی گمراہیوں میں منڈلا رہے ہو (عائشہ رضی اللہ عنہا کو قید کرنا روا سمجھو تو کفر اور اگر انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہ جانو تو کفر) پس ان میں سے جس کو چاہو تو ترجیح دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی باز یاب ہو کر صحیح سالم نکل گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹایا ہے، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو شرائط صلح طے کرنے اور لکھنے کے لیے دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے طے کیا ہے۔ قریش کہنے لگے: اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو ہم آپ کا راستہ قطعاً نہ روکتے اور نہ ہی آپ کے ساتھ قتال کرتے۔ آپ صرف محمد بن عبداللہ لکھو! (یعنی معاہدے کے شروع میں جو نام کے ساتھ ''رسول اللہ'' کا لفظ بڑھایا ہے اسے کاٹ دو) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخدا! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب ہی کیوں نہ کرتے ہو۔ اے علی! لکھو! محمد بن عبداللہ...... پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدرجہا افضل ہیں (یعنی جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا تو کون سا کفر ہو گیا۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی بری الذمہ ہو گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔ چنانچہ خوارج میں سے تقریباً بیس ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور تقریباً چار ہزار اپنے حال پر بدستور قائم رہے، بعد میں انھیں قتل کر دیا گیا۔ (1)

(1) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن العباس، ج ١ ص ٣١٧، ٣١٨، ٣١٩

فیصلے کے وقت قبیلہ، خاندان اور لسانیت کو نہیں دیکھا جاتا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عربی عورت اور اس کی باندی حاضر ہوئی، تو آپ نے ہر ایک کو (برابر طور پر) غلہ کی ایک مقدار اور چالیس درہم دیئے، باندی تو اپنا حصہ لے کر خوشی خوشی واپس لوٹ گئی، لیکن وہ عربی عورت واپس نہ لوٹی، اس نے تعجب کرتے ہوئے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے مجھے اتنا ہی دیا جتنا اس باندی کو دیا، جبکہ میں عربی عورت ہوں اور وہ ایک باندی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب میں فرمایا:

إِنِّـي نَـظَـرْتُ فِـي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ أَرَ فِيهِ فَضْلًا لِوَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَى وَلَدِ إِسْحَاقَ. ❶

میں نے اللہ کی کتاب میں غور کیا تو مجھے اس میں اولادِ اسماعیل کی اولادِ اسحاق پر کوئی فضیلت نظر نہیں آئی، (اس لیے میں نے کسی کو ترجیح نہیں دی اور برابری کا سلوک کیا۔)

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہمارے لیے سبق ہے کہ فیصلہ کے وقت مشعلِ راہ قرآن وسنت ہے، اس لیے فرمایا کہ میں کتاب اللہ میں اولادِ اسماعیل کو اولادِ اسحاق پر کوئی فضیلت نہیں پاتا۔ یعنی فیصلے کے وقت اس کو نہیں دیکھا جاتا ہے کہ یہ آزاد ہے یا غلام، عربی ہے یا عجمی، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون حق پر ہے، چاہے اُس کا کوئی بھی قبیلہ، خاندان یا زبان ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی کا دفاع کرنا

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک آدمی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھا تھا، بڑی فضول باتیں کر رہا تھا کہ اچانک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

---

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب تفريق ما أخذ من أربعة أخماس الفيء، باب التسوية بين الناس في القسمة، ج٦ ص٥٦٧، رقم الحديث: ١٢٩٩٠

کے خلاف بھی زبان استعمال کرنے لگا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور اس آدمی سے تند و تیز لہجے میں فرمایا کہ کیا تم ان صاحب قبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جانتے ہو؟ اس نے ہنس کر کہا کہ ہاں، کیوں نہیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا نام محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اور جس علی رضی اللہ عنہ کا تم ذکر کر رہے ہو وہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں:

فَلَا تَذْكُرْ عَلِيًّا إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّكَ إِنْ أَبْغَضْتَهُ آذَيْتَ هَذَا فِي قَبْرِهِ. ❶

ترجمہ: تم علی کا ذکر نہ کرو مگر خیر ہی کے ساتھ، اگر تم اِن سے بغض رکھو گے تو حقیقت میں تم نے قبر والے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی، (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا ہے۔)

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کی آپس میں کتنی محبت تھی کہ ایک دوسرے کی برائی برداشت نہیں کرتے تھے، آپ دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسی عقیدت ومحبت ہے، آپ نے اس شخص کو ڈانٹا اور کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کرو، انہیں تکلیف پہنچانا درحقیقت روضہ رسول میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے کا چہرہ سیاہ ہو گیا

علی بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے قائد یعنی رہبر سے کہو ذرا اس شخص کو دیکھے کہ اس کا چہرہ اور بدن کیسا ہے؟ اس نے

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل علي بن أبي طالب، ج۲ ص ۶۴۱، رقم الحديث: ۱۰۸۹ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص ۵۱۹/ الرياض النضرة: الباب الرابع، ج۳ ص ۱۲۳

جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہے کہ اس کا چہرہ سیاہ حبشی کی طرح ہے اور باقی بدن سفید ہے، وجہ پوچھنے پر فرمایا:

إِنَّ هَـذَا سَـبَّ هَؤُلاءِ الرَّهْطِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَلِيًّا فَنَهَيْتُهُ فَأَبَى فَدَعَوْتُ عَـلَيْـهِ، قَـالَ قُـلْـتُ: إِنْ كُـنْـتَ كَاذِبًا فَسَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَكَ، فَخَرَجَتْ بِوَجْهِهِ قُرْحَةٌ فَاسْوَدَّ وَجْهُهُ. ❶

ترجمہ: یہ شخص حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتا تھا، میں نے منع کیا لیکن یہ نہ مانا۔ میں نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ سیاہ کر دیگا، اس کے چہرے پر ایک زخم ہوا اس کی وجہ سے پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

جھوٹے شخص کی بینائی ختم ہوگئی

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرما رہے تھے، آپ نے ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں، ہم نے یہ بات نہیں سنی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدْعُـو عَـلَيْـكَ إِنْ قُـلْـتَ كَاذِبًا، قَالَ: اُدْعُ، فَدَعَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهُ. ❷

ترجمہ: میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں تو جھوٹا آدمی ہے، اس نے (مغرور ہو کر کہا) کرلو بددعا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بددعا کی تو وہ آدمی اپنی جگہ سے ابھی اٹھنے نہ پایا تھا کہ اس کی بینائی چلی گئی۔

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج۵ ص ۱۰۳

❷ المعجم الأوسط: ج۲ ص ۲۱۹، رقم الحديث: ۱۷۹۱ / تاريخ الخلفاء: الخلفة الرابع، ص ۱۳۸

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، حدیث قدسی ہے ''مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ'' جو کوئی میرے ولی سے دشمنی رکھے گا تو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ کیسے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی بینائی لی، اس لیے کسی اللہ والے کو برا بھلا کہنے اور جھٹلانے سے بچنا چاہیے، ان کی گستاخی کبھی نہیں کرنا چاہیے، اللہ والوں کی بددعا سے بچنا چاہیے، ورنہ انسان کی دنیا وآخرت تباہ ہو جاتی ہے اور ایسے لوگوں کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی فہم وفراست سے جھوٹے گواہوں کو پہچان لیا

ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدالت میں کھڑا تھا، اس کے ساتھ دو گواہ کھڑے تھے جو یہ کہہ رہے تھے کہ اس آدمی نے چوری کی ہے، لیکن وہ آدمی اس کی نفی کر رہا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان گواہوں کی طرف دیکھا تو آپ کو ایسا لگا جیسے یہ چور ڈاکو ہیں یا جھوٹے گواہ ہیں، تو آپ نے دھمکی آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میرے پاس کوئی گواہ نہ آئے، مجھے علم ہے کہ یہ جھوٹے گواہ ہیں ورنہ میں اس کو ایسی سزا دوں گا، آپ نے ان کے سامنے مختلف سزاؤں کا ذکر کیا۔

پھر ان کو واپس چلے جانے کا حکم دیا، کچھ وقت کے بعد جب ان کو طلب کیا تو وہ نہ ملے، چنانچہ آپنے اس آدمی کو رہا کر دیا۔ ❶

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی خدادا فراست، گواہوں کے کردار، اس معاملے کے قرائن اور جس پر چور ہونے کی گواہی دی تھی اس کی صداقت وامانت اور دیانت داری کا آپ کو علم تھا، اس لیے آپ سمجھ گئے تھے یہ کسی ذاتی بغض وعناد اور اپنے مفاد کی وجہ سے ان پر جھوٹی گواہی دے رہے ہیں، جب آپ نے جھوٹے گواہوں کو ڈانٹا تو وہ سمجھ گئے دوبارہ نہیں آئے۔

---

❶ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الحدود، باب في الرجل يشهد عليه شاهدان ثم يذهبان، ج۵ ص ۵۴۵، رقم الحديث: ۲۸۸۲۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک جملے میں شادی کے بعد کے احوال کو بیان کرنا

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عقد نکاح کی حقیقت پوچھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً یہ جواب دے دیا:

لُزُوْمُ مَهْرٍ، سُرُوْرُ شَهْرٍ، كُسُوْرُ ظَهْرٍ، هُمُوْمُ دَهْرٍ، نُزُوْلُ قَبْرٍ، مُرُوْرُ حَشْرٍ، دُخُوْلُ جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ.

یعنی شادی کی حقیقت یہ ہے کہ:

۱......اپنے اوپر مہر کا لازم کرلینا جو پہلے لازم نہ تھا۔

۲......اس کے چند دن کی خوشی حاصل ہونا۔

۳......اس کے بعد پیٹھ کا ٹوٹ جانا یعنی دبلا اور کمزور ہو جانا۔

۴......اس کے بعد ہمیشہ کے لیے پریشان ہونا یعنی بیوی بچوں کے کھانے پینے کپڑوں وغیرہ کے انتظامات کا بھاری بوجھ اٹھانے میں مبتلا ہو جانا۔

۵......اس کے بعد قبر کے اندر جانا۔

۶......اس کے بعد حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا۔

۷......اس کے بعد جنت یا جہنم میں سے کسی ایک میں داخل ہو جانا۔

دیکھئے! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مختصر سی عبارت میں انسان کی کل زندگی اور کل انجام کی حقیقت کیسے حسن اسلوب سے مِنْ وعَنْ بیان کردی ہے جو بالکل ہی حقیقت ہے وہ شخص یہ جملہ سن کر نہایت متاثر ہوا۔ (۱)

(۱) مخزن العلم والأدب: ص ۵۸۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی شکل میں

علامہ بارزی رحمہ اللہ منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں ہے، اس کی وجہ پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت بھیجا کرتا تھا۔ (نعوذ باللہ) اور جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ لعنت کرتا اور ساتھ ان کی اولاد پر بھی کرتا (نعوذ باللہ) کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس مردود کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ کی طرف تھوک دیا، جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہوگیا:

وَذكر الْبَارِزِیّ عَن الْمَنْصُور أَنه رأى رجلا بِالشَّام وَجهه وَجه خِنزِير فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّه كَانَ يلعن عليا كل يَوْم ألف مرّة وَفِی الْجُمُعَة ألف مرّة وَأَوْلَاده مَعَه فَرَأَيْت النَّبِی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذكر مناما طَويلا من جملته أَن الْحسن شكاه إِلَيْهِ فلعنه ثمَّ بَصق فِی وَجهه فَصَارَ مَوضِع بصاقه خنزيرا وَصَارَ آيَة للنَّاس. (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی دنیاوی سزا

قریش کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا، وہ اس کو ڈھانپ کر رکھتا تھا، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا، اس نے کہا، میں نے اللہ کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے جو بھی مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا میں اس کو اس بارے میں ضرور بتلاؤں گا:

كنت شَدِيد الوقيعة فِی عَلیّ بن أبی طَالب فبينا أَنا ذَات لَيْلَة نَائِم إِذْ

(۱) الصواعق المحرقة على اهل الرفض والضلال والذندقة: ج ۲ ص ۵۷۳

أَتَانِی آتٍ فِی مَنَامِی فَقَالَ لی أَنْت صَاحب الوقیعة فِی فَضرب شقّ وَجْهی فَأَصْبَحت وشق وَجْهی أسود کَمَا تری. ❶

ترجمہ: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہایت برا بھلا کہتا تھا، ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے خواب میں آیا، اس نے مجھے کہا، تو ہی وہ ہے جو مجھے برا بھلا کہتا ہے، پس اس نے میرے چہرے کی ایک جانب ضرب لگائی، صبح کو جب میں بیدار ہوا تو میرا چہرہ ایک طرف سے سیاہ ہو چکا تھا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

شیخین کے گستاخ سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''کتاب الروح '' میں حضرت ابوالحسن مطلبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا، اس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں، ہم نے اس سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگا:

رَأَیْتُ البارحة رسول الله وعَلی بَین یَدَیْهِ وَمَعَهُ أَبُو بکر وَعمر فَقَالَا یَا رَسُول اللّٰه هَذَا الَّذِی یؤذینا ویسبنا فَقَالَ لی رسول الله من أَمرک بِهَذَا یَا أَبَا قیس فَقلت لَه علی وأشرت عَلَیْهِ فَأقبل عَلیّ بِوَجْهِهِ وَیده وَقد ضم أَصَابِعه وَبسط السبابَة وَالْوُسْطَی وَقصد بهَا إِلَی عَیْنی فَقلت إِن کنت کذبت ففقأ اللّٰه عَیْنَیْک وادخل أصبعیه فِی عَیْنی فانتبهت من نومی وَأَنا علی هَذِه الْحَال فَکَانَ یبکي یخبر النَّاس وأعلن بِالتَّوْبَةِ. ❷

❶ کتاب الروح: ص ۱۸۹

❷ کتاب الروح: ص ۱۹۱

ترجمہ: آج رات کو خواب میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم موجود ہیں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا، بس یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف غصے سے لپکے اور دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے۔ بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی، جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔

تقوی کے ساتھ عمل کرو

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كونوا بقبول العمل أشد اهتمامًا منكم بالعمل، فإنه لن يقل عمل مع التقوى، وكيف يقل عمل يتقبل؟ ❶

ترجمہ: تم لوگ تقوی کے ساتھ عمل کے قبول ہونے کا زیادہ اہتمام کرو، کیونکہ تقوی کے ساتھ کیا گیا عمل تھوڑا شمار نہیں ہوتا اور جو عمل قبول ہو جائے وہ تھوڑا کیسے شمار ہو سکتا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت اور خلافت کا حقدار سمجھنا

جب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین روز تک گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے رہے، پھر ہر روز باہر آتے اور

❶ **تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۱۱/ تاريخ الخلفاء: الخليفة الرابع، ج ۱ ص ۱۴۰**

منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر لوگوں سے فرماتے: لوگو! میں تمہاری بیعت سے سبکدوش ہوتا ہوں، تم کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلو جس سے تمہیں محبت ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھتے اور کہتے کہ ایسا نہیں ہوسکتا، خدا کی قسم!

لا نقيلك ولا نستقيلك وقد قدمك رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فمن ذا يؤخرك؟ ❶

نہ ہم آپ کو سبکدوش کریں گے اور نہ آپ سے سبکدوش ہونے کا کہیں گے، کون آپ کو پیچھے کرسکتا ہے؟ جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مقدم کیا۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کتنی زیادہ محبت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت کے حق دار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، لیکن وہ غلط کہتے ہیں کیونکہ آپ نے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود سب سے پہلے اٹھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے لگے اور فرمایا: جب اللہ کے رسول نے آپ کو امامت کے لیے آگے کردیا تو کون آپ کو پیچھے کرسکتا ہے، جب امامتِ صغریٰ کا آپ کو حکم دیا گیا تو امامتِ کبریٰ کے تو آپ بطریقِ اولیٰ حق دار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں قبیلہ اور خاندان کی اہمیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی سے اس کے کنبہ کو اتنے فائدے حاصل نہیں ہوتے جتنے کنبہ سے آدمی کو حاصل ہوتے ہیں، کیونکہ اگر آدمی کنبہ کی مدد سے اپنا ہاتھ روکتا ہے تو صرف ایک ہاتھ رکتا ہے اور کنبہ والے اپنے ہاتھ روک لیں تو پھر کئی ہاتھ رک جاتے ہیں، اور کنبہ کی طرف سے آدمی کو محبت، حفاظت اور نصرت ملتی ہے۔ بعض دفعہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خاطر ناراض ہوتا ہے، حالانکہ وہ اس دوسرے آدمی کو صرف اس

❶ كنز العمال: كتاب الخلافة، الباب الأول، ج۵ ص ٦۵٧

کے خاندانی نسب کی وجہ سے ہی جانتا ہے، میں تمہیں اس بارے میں اللہ کی کتاب میں بہت سی آیتیں پڑھ کر سناؤں گا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ (هود: ٨٠)

ترجمہ: کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ جو حضرت لوط علیہ السلام نے رکن شدید یعنی مضبوط پایہ فرمایا ہے اس سے مراد کنبہ ہے، کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کا کوئی کنبہ نہیں تھا، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ نے جو نبی بھی بھیجا وہ اپنی قوم کے بڑے کنبہ میں سے ہوتا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت پڑھی:

وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا. (هود: ٩١)

ترجمہ: اور ہم تم اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت شعیب علیہ السلام جونکہ نابینا تھے، اس لیے ان لوگوں نے آپ کو کمزوری کی طرف منسوب کیا:

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ. (هود: ٩١)

ترجمہ: اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہیں اپنے رب کے جلال کا ڈر تو تھا نہیں، البتہ حضرت شعیب کے خاندان کا ڈر تھا۔ ❶

❶ كنز العمال: باب في القرآن، فصل في التفسير، سورة هود، ج ٢ ص ٤٣٧، رقم الحديث: ٤٤٣٦

ذاتِ باری تعالیٰ سے متعلق سوال کا جواب سن کر یہودی مسلمان ہو گیا

ایک یہودی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور خباثت بھرے انداز میں پوچھنے لگا: ہمارا رب کب سے ہے؟ (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا، رخسار سرخ ہو گئے، اپنا ہاتھ اس آدمی کے شانے پر رکھ کر اس کو جھنجھوڑا اور فرمایا:

لم یکن فکان، ھو کان ولا کینونة، کان بلا کیف، کان لیس له قبل ولا غایة، انقطعت الغایات دونه، فھو غایة کل غایة. ❶

ترجمہ: وہ ذات ایسی نہیں ہے کہ ایک زمانہ میں موجود نہیں تھی پھر موجود ہوئی، بلکہ وہ پہلے سے موجود ہے، وہ ذات بلا کیفیت ہے، نہ اس سے قبل کچھ تھا اور نہ اس کی کوئی انتہا ہے، تمام انتہا اس کے سامنے ختم ہیں، وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔ اس آدمی نے انکساری کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا اور کہنے لگا: اے ابوالحسن! آپ نے سچ فرمایا، اور اس موقع پر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انداز جواب دیکھئے کیسی فصاحت وبلاغت کے ساتھ یہودی کو سمجھایا، اور وہ سمجھ گیا اور اسلام قبول کر لیا، ہمیں بھی تبلیغ کرنے سے پہلے اس کا طریقہ سیکھ لینا چاہیے تاکہ اس کے دوررَس نتائج سامنے آئیں۔

میں ہی وہ آدمی ہوں جس نے دنیا کی توہین کر رکھی ہے

حضرت صالح بن ابی الاسود رحمہ اللہ ایک صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہیں اور انہوں نے اپنے دونوں پاؤں ایک جانب لٹکا رکھے ہیں اور فرما رہے ہیں:

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: إبراھیم بن نصر بن منصور، ج۷ ص۲۲۷/ تاریخ الخلفاء: الخلیفة الرابع، ص ۱۴۲

أَنَا الَّذِي أَهَنْتُ الدُّنيَا. ❶

ترجمہ: میں ہی وہ آدمی ہوں جس نے دنیا کی توہین کر رکھی ہے۔

رنج وغم کے موقع پر تسلی کے لیے جامع کلمات

حضرت سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اشعث بن قیس رحمہ اللہ کو ان کے بیٹے کی وفات پر تسلی دی تو فرمایا:

إن تحزن فقد استحقت منكم الرَّحِم، وإن تصبر ففي اللّٰه خَلَف من ابنك، إنك إن صبرت جرى عليك القدر وأنت مأجور، وإن جزعت جرى عليك وأنت مأثوم. ❷

ترجمہ: اگر (بیٹے کے جانے پر) آپ کو رنج وصدمہ ہے تو یہ رشتہ داری کا تقاضا ہے، اب اگر آپ صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کا بدل عطا فرمائیں گے۔ اگر صبر کرو گے تو بھی تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہے گا لیکن آپ کو اجر وثواب ملے گا، اور اگر گلہ شکوہ کرو گے تو بھی تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہے گا لیکن آپ کو گناہ ہوگا۔

خلیفہ وقت ہو کر بھی سادگی سے زندگی گزارنا

سردی کی شدت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کانپ رہے تھے، آپ کے جسم پر ایک پرانی بوسیدہ قسم کی چادر تھی، ایک آدمی کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل خانہ کے لیے بھی اس مال میں حصہ مقرر کیا ہے، لیکن آپ اپنی جان کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ کے اعضاء وجوارح سردی سے کانپ رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۹

❷ حياة الصحابة: صبر المسلمين على موت عمر بن الخطاب، ج ۳ ص ۳۸۷

وَاللّٰهِ مَا أَرْزَأُكُمْ مِنْ مَالِكُمْ شَيْئًا، وَإِنَّهَا لَقَطِيفَتِي الَّتِي خَرَجْتُ بِهَا مِنَ الْمَدِينَةِ. ❶

ترجمہ: خدا کی قسم! میں تمہارے مال میں سے کچھ نہیں لوں گا، یہ پرانی چادر دیکھو جو میں نے اوڑھی ہوتی ہے یہ وہی چادر ہے جسے پہن کر میں مدینہ سے نکلا تھا۔

پیارے بچو! حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مدینے سے محبت دیکھئے کہ وہاں سے لائی ہوئی چادر کو ہٹا کر دوسری اوڑھنا پسند نہ کیا، کیونکہ اس وقت آپ کوفہ میں تھے، اس لیے مدینہ کی تعظیم برقرار رکھی، ہمیں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شہر سے محبت رکھنی چاہیے، اور اپنی زندگی سادگی کے ساتھ گزارنا چاہیے۔

شکر، دعا اور توبہ پر عنایاتِ خداوندی

حضرت محمد بن کعب قُرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالی کسی کے لیے شکر کا دروازہ تو کھول دیں اور اپنی طرف سے نعمت بڑھانے کا دروازہ بند کردیں، اور دعا کا دروازہ تو کسی کے لیے کھول دیں اور قبولیتِ دعا کا دروازہ بند رکھیں، اور توبہ کا دروازہ تو کسی کے لیے کھول دیں اور مغفرت کا دروازہ بند رکھیں۔ میں تمہیں (اس کی تائید میں) اللہ کی کتاب یعنی قرآن میں سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ.

مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ.

ترجمہ: اگر تم میرا شکر کروگے تو میں نعمت میں اضافہ کردوں گا۔

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۳

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ.

ترجمہ: ان (نعمتوں) پر مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا۔

اور فرمایا ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

(النساء: ١١٠) ❶

ترجمہ: اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا پائے گا۔

غیر مسلموں کے ساتھ حقوق اور معاملات میں نرمی کریں

قبیلہ ثقیف کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے عُکبرا شہر کا گورنر بنایا۔ اور وہاں کے مقامی لوگ جو کہ ذمی تھے، وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت علی نے مجھ سے فرمایا:

عراق کے دیہاتی لوگ دھوکہ باز ہوتے ہیں، خیال رکھنا کہیں تمہیں دھوکہ نہ دے دیں۔ لہذا ان کے ذمہ جو حق ہے وہ ان سے پورا وصول کرنا۔ پھر مجھ سے فرمایا: شام کو میرے پاس آنا، چنانچہ جب میں شام کو خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا:

میں نے صبح تم کو جو کہا تھا وہ ان لوگوں کو سنانے کے لیے کہا تھا، رقم کی وصولی کے لیے ان میں سے کسی کو کوڑا نہ مارنا اور نہ (دھوپ میں) کھڑا کرنا اور ان سے (شرعی حق کے بغیر اپنے لیے) بکری اور گائے نہ لینا، ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان سے عفو لیں، اور جانتے ہو کہ عفو کسے کہتے ہیں؟ جسے وہ آسانی سے دے سکیں (اور وہ ان کی ضرورت سے زائد ہو۔) ❷

❶ حياة الصحابة: شكر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج٣ ص ٣٩٥

❷ أسد الغابة: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج٤ ص٨٧/ كنز العمال: كتاب الجهاد، باب في أحكام الجهاد، ج٤ ص ١١٤٨٨

تنگدستی میں تلوار فروخت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں تھے، فرمایا: میں اپنی تلوار بیچنا چاہتا ہوں، کون مجھ سے یہ تلوار خریدے گا؟

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ لَطَالَمَا كَشَفْتُ بِهِ الْكَرْبَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي ثَمَنُ إِزَارٍ مَا بِعْتُهُ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑا، میں نے اس کے ذریعہ بہت دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے مصائب کو دور کیا ہے، اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت بھی ہوتی تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زندگی کتنی سادگی میں گزاری، گھر کے حالات ایسے بھی آئے کہ آپ کو اپنی تلوار فروخت کرنا پڑی، اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ انسان اپنی زندگی سادگی اور قناعت میں گزار دے، لیکن اپنے آپ کو حرام سے اور سوال کرنے سے بچائے۔

غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنوثقیف کے ایک شخص کو جسے گورنر بنایا تھا، اُسے غیر مسلموں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کے مطابق رہنے کی وصیت کی، اور ان کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے فرمایا:

لَا تَضْرِبَنَّ رَجُلًا سَوْطًا فِي جِبَايَةِ دِرْهَمٍ، وَلَا تَبِيعَنَّ لَهُمْ رِزْقًا وَلَا كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا، وَلَا تُقِمْ رَجُلًا قَائِمًا فِي طَلَبِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذًا أَرْجِعَ إِلَيْكَ كَمَا ذَهَبْتُ مِنْ

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ١ ص ٨٣

عِنْدِکَ، قَالَ: وَإِنْ رَجَعْتَ كَمَا ذَهَبْتَ وَيْحَكَ إِنَّمَا أُمِرْنَا أَنْ نَأْخُذَ مِنْهُمُ الْعَفْوَ، يَعْنِي الْفَضْلَ. ❶

ترجمہ: ان کا غلّہ اور گرمی سردی کے کپڑے اور ان کے کھیتی اور بار برداری کے کام آنے والے جانور نہ بیچنا، اور پیسوں کی وصولی کے لیے کسی کو (دھوپ میں) کھڑا نہ کرنا۔ اس امیر نے کہا: پھر تو میں جیسا آپ کے پاس سے جا رہا ہوں ایسا ہی خالی ہاتھ واپس آ جاؤں گا، حضرت علی نے فرمایا: (کوئی بات نہیں) چاہے تم جیسے جا رہے ہو ویسے ہی واپس آ جاؤ۔ تیرا ناس ہو! ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے ضرورت سے زائد مال ہی لیں۔

پُر تعیش کھانوں سے گریز

حضرت عبداللہ بن شریک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا، تو فالودے کو مخاطب کر کے فرمایا:

إِنَّكَ طَيِّبُ الرِّيحِ، حَسَنُ اللَّوْنِ، طَيِّبُ الطَّعْمِ، لَكِنْ أَكْرَهُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِي مَا لَمْ تَعْتَدْهُ. ❷

ترجمہ: اے فالودے! تیری خوشبو بہت اچھی ہے اور رنگ بہت خوب صورت ہے اور ذائقہ بہت عمدہ ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھے جس چیز کی عادت نہیں ہے میں خود کو اس کا عادی بناؤں۔

حضرت علی اور حضرت عائشہ کے درمیان عقیدت و تعظیم

جب جنگ جمل اپنے اختتام کو پہنچی اور آتش حرب بجھ گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

---

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب الشرائط، باب النهي عن تشديد في جباية الجزية، ج ۹ ص ۳۴۵، رقم الحديث: ۱۸۷۳۶

❷ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۱

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے سواری، زادِ راہ اور دیگر سامان تیار کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان لوگوں کو بھی واپس روانہ کیا جو ان کے ساتھ آئے تھے اور بچ گئے تھے، مگر جس نے وہیں ٹھہرنا پسند کیا وہ وہیں رہا، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بصرہ کی حسب ونسب میں معروف چالیس عورتیں بھی چنیں، جب روانگی کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے اردگرد ہر طرح کے مسلمان موجود تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں اور ان لوگوں کو رخصت کرنے لگیں، غم اور افسوس کے لہجہ میں فرمانے لگیں: اے میرے بچو! ہم میں سے بعضوں نے بعضوں پر غفلت اور کوتاہی سے عتاب کیا، پس اب تم میں سے کوئی بھی کسی پر زیادتی نہ کرے، خواہ کوئی بات اس حد تک پہنچے، خدا گواہ ہے میرے اور علی کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں تھا، مگر ایک ساس اور داماد کے درمیان جو بات ہوتی ہے وہ تھی، اگرچہ میں نے ان پر عتاب کیا ہے مگر یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) میری نظر میں نیک لوگوں میں سے ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! انہوں نے سچ کہا ہے اور انہوں نے نیکی کی ہے، واقعی میرے اور ان کے درمیان اس کے سوا اور کوئی جھگڑا نہیں تھا، اور یہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) دنیا وآخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ❶

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی فہمی اور غیروں کی سازش کی وجہ سے خانہ جنگی ہوئی، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اتنا مقام کہ فرمایا وہ تو نیک لوگوں میں سے ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، ان کا مقام ومرتبہ تو بہت

❶ تاريخ الطبري: ج ۴ ص ۵۴۵

بلند ہے، یہ اُمت کی ماں ہیں۔ پیارے بچو! اختلافات ہو جاتے ہیں مگر اختلافات میں حد سے نہیں بڑھنا چاہیے، اگر ہم کسی سے ناراض ہو جاتے ہیں تو فوراً راضی ہو جانا چاہیے، اختلافات کو ختم کر دینا چاہیے، آپس میں گھل مل جانا چاہیے۔

حضرات شیخین کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب انہیں چارپائی پر ڈال دیا گیا تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، ایک شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے (اے عمر!) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملا دیں گے، کیونکہ میں نے کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

كُنتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. ❶

ترجمہ: میں ابوبکر اور عمر، میں نے اور ابوبکر وعمر نے کیا، میں اور ابوبکر وعمر گئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں حضرات کے ساتھ ہی کر دیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت علی نے فرمایا خلافت کے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رونق افروز ہوئے اور

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث: ٣٦٧٧

معذرت خواہانہ انداز میں لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے: خدا کی قسم! میں کبھی کسی دن اور کسی رات امارت کا خواہش مند نہیں ہوا، اور نہ مجھے اس کا شوق تھا، اور میں نے اللہ سے نہ خفیہ طور پر امارت مانگی اور نہ اعلانیہ طور پر، لیکن مجھے فتنہ وفساد کا خوف ہوا، اور مجھے اس امارت میں کوئی راحت نہیں ہے، البتہ میری گردن میں ایک بڑے کام کا قلادہ ڈالا گیا جس کی بجز توفیق الٰہی مجھے کوئی طاقت نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ آج میری جگہ لوگوں میں سب سے طاقتور آدمی ہو وہ اس بوجھ کو اٹھائے۔ مہاجرین صحابہ نے خلافت کے لیے آپ ہی کو قبول کیا، ہم اس کے علاوہ کوئی عذر نہیں سننا چاہتے (خلافت کے حق دار آپ ہی ہیں،) تو حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم صرف اس لیے ناراض ہوئے کہ ہمیں مشورہ سے پیچھے رکھا گیا:

وَإِنَّـا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَثَانِيَ اثْنَيْنِ، وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَكُبْرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ. ❶

ترجمہ: اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اس امارت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، اس لیے کہ وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین ہیں، اور ہم ان کے شرف وعظمت کو جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ہی میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے، جس کا اعتراف حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے

---

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب الرعاة، باب ما جاء في تنبيه الإمام على من يره أهلا للخلافة بعده، ج٨ ص ٢٦٣، رقم الحديث: ١٦٥٨٧

بھی کیا، اگر کوئی اس کے خلاف بات کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور نہ ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ، بلکہ وہ نفس پرست ہے اس لیے اس سے دور رہنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت میں اپنا نائب بنادیا تھا، اور آپ نے حضور کی موجودگی میں متعدد نمازیں پڑھائیں۔ آپ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہے، اور اہلسنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ سب سے پہلے خلیفہ اور خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: اے ابن عباس! یہ آیت کریمہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ''اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً'' (البقرہ:۲۷۴) تو آپ نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَانَتْ عِنْدَهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ، فَأَنْفَقَ بِاللَّيْلِ وَاحِدًا، وَبِالنَّهَارِ وَاحِدًا، وَفِي السِّرِّ وَاحِدًا، وَفِي الْعَلَانِيَةِ وَاحِدً. ❶

ترجمہ: یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، ان کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم رات کے وقت خرچ کیا، ایک درہم دن کے وقت خرچ کیا اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک اعلانیہ طور پر (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا۔

پیارے بچو! راہِ خدا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتنا خرچ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان کی تعریف فرمائی، قیامت تک اس کا ڈنکا بجتا رہے گا، ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ دن، رات، خفیہ، علانیہ ہر طور پر موقع محل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر خرچ کرنا چاہیے۔

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ١١ ص ٩٧، رقم الحديث: ١١١٦٤

دشمن کے غرور کو خاک میں ملا دیا

کریز بن صباح الحمیری اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے میدان میں کودا اور للکارتے ہوئے کہا: کوئی مردِ میدان ہے جو میرے مقابلے میں آئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ایک آدمی اس کے مقابلہ کے لیے نکلا، کریز نے اس کو قتل کر دیا، پھر للکارنے لگا: کوئی مرد میدان ہے جو میرے مقابلہ میں آئے؟ ایک اور آدمی اس کے مقابلہ کے لیے نکلا مگر کریز حمیری نے اس کو بھی قتل کر دیا، بلکہ اس کی نعش کو پہلے مقتول کی نعش پر رکھ دیا، اور پھر اترایا اور چلا کر کہنے لگا: میرے مقابلہ کے لیے کوئی مردِ میدان ہے؟ چنانچہ سپاہیوں میں سے تیسرا آدمی نمودار ہوا لیکن کریز حمیری نے اس کو بھی فوراً قتل کر دیا اور اس کی نعش کو بھی پہلے دو آدمیوں کے اوپر پھینک دیا، اور پھر اکڑ کر کھڑا ہو گیا اور دوبارہ للکارنے لگا: کوئی ہے جو میدان میں آئے؟ لوگ سہم گئے، جو پہلی صف میں تھے خوف کے مارے پچھلی صف میں چلے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس طرح تو لشکر کی تمام صفوں میں دشمن کا رُعب پھیل جائے گا، آپ فوراً اس کی طرف لپکے اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے اس مغرور و متکبر شہسوار کو شکست دی، یہاں تک کہ آپ نے اس موقع پر دشمن کے تین شہسواروں کا کام تمام کر دیا۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں اللہ تعالی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیسی شجاعت وقوت عطا فرمائی تھی، دشمن چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو جب ہمارے پاس اسلام کی دولت ہے تو ہمیں پریشان ہونے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے کیا شجاعت وقوت عطا فرمائی تھی کہ اس کافر کے غرور کو خاک میں ملایا، اور بدلے میں اُن کے بھی تین آدمی قتل کر دیے، پھر کسی کو مجال نہیں تھی کہ آپ کے مقابلہ میں آتا۔

---

❶ سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: خلافة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ۲ ص ۵۸۰

حضرت فاروقِ اعظم کی وفات پر حضرت علی کے تعزیتی کلمات

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک رکھا ہوا تھا، ہر طرف غم ویاس کا عالم تھا، آپ کا جسد مبارک ایک چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اور لوگ دعائیں کر رہے تھے، اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، نہایت غمگین تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میں یہی سمجھتا تھا کہ اللہ تعالی آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ مدفون کرے گا، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر (فلاں جگہ) گئے، اور میں، ابوبکر اور عمر فلاں جگہ سے آئے۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرتے تھے، اس لیے مجھے امید تھی کہ وفات کے بعد بھی آپ کو حضور کی رفاقت نصیب ہوگی، اور وہی ہوا، اب روضہ مبارک میں ایک طرف حضرت ابوبکر اور دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں، جنت کے اس ٹکڑے میں قیامت تک آپ کا پڑوس انہیں مل گیا۔) ❶

دوسروں سے خدمت لینے سے گریز کرنا

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار گئے اور ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اپنے سامان میں رکھیں، ایک آدمی کی نظر پڑی تو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! میں آپ کی کھجوریں اٹھائے دیتا ہوں، لیجیے، مجھے دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں:

أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ بِحَمْلِهِ. ❷

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنتُ متخذا خليلا، رقم الحديث: ٣٦٧٧

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج٤٢ ص ٤٨٩/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج٨ ص ٥

ترجمہ: عیال دار ہی اپنے بوجھ کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ گھر کے کام کاج میں شریک ہوتے تھے، اسی طرح سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے، انہوں نے اپنا سامان خود اٹھایا، دوسروں کا احسان اپنے اوپر نہیں لیا، ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے کام خود کریں، کسی اور سے مدد نہ لیں اور دوسری طرف سے یہ بات بھی سمجھ آ رہی ہے کہ اگر کوئی بڑا کسی کام میں مشغول ہو اور وہ کام آپ کر بھی سکتے ہوں تو فوراً بڑوں کا ہاتھ بٹانا چاہیے، ان کی مدد کرنی چاہیے، اپنے والدین، اساتذہ، دیگر بزرگوں کی مدد کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا یہ اُن کے دلوں کو جیتنا ہے اور اُن کی دعائیں لینے کا سنہرا عمل ہے۔

نیز بچوں سے شفقت اور ہمدردی کا سبق ملتا ہے کہ بچوں کو اٹھانا چاہیے ان سے محبت کرنی چاہیے، بچوں کی اچھی تربیت کریں تو کل کا معاشرہ اچھا ہوگا، آج کے دور میں بچوں کو موبائل فون اور دیگر جدید ذرائع سے دور رکھنا چاہیے، انہیں کارٹونوں اور گیمز کے بجائے اسلامی و مشرقی روایات سے آشنا کرانا چاہیے، دوڑ کے مقابلے کرنے چاہئیں جس سے وہ صحت مند و توانا بنیں، انہی بچوں نے کل کو اپنے بڑوں کی جگہ پر کرنی ہے، اگر ان کی تربیت صحیح خطوط پر نہ ہوئی تو سارے کا سارا معاشرہ بگڑ جائے گا۔

پیارے بچو! آپ خود تو ان باتوں کا خیال رکھتے ہوں گے مگر آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھیں، ان سے محبت کریں، انہیں وقت دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی و قیمتی اقوالِ زریں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیاد کا ہاتھ پکڑا اور ایک قبرستان کے کنارے ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، پھر آپ نے فرمایا: ''اے کمیل بن زیاد! یہ دل برتن کی طرح ہیں، چنانچہ بہترین دل وہ ہے جو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو، لوگ تین طرح کے ہیں:

ایک عالم ربانی، ایک متعلم جو راہِ نجات پر چل رہا ہے، اور ایک بے ڈھنگ اور معمولی درجہ کے لوگ، جو ہر آواز لگانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں، جدھر کی ہوا ہو ادھر ہی رخ کرتے ہیں، علم کی روشنی سے فیض یاب نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مضبوط ستون کی پناہ لیتے ہیں، علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ تو مال کی حفاظت کرتا ہے، علم، عمل اور انفاق سے بڑھتا ہے جبکہ مال (خرچ کرنے سے) کم ہوتا ہے، مال جمع کرنے والے مر گئے مگر علم والے زندہ ہیں:

وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ، أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَأَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ. ❶

ترجمہ: علماء باقی رہیں گے جب تک زمانہ موجود ہے، ان کی ذات تو (دنیا سے) مفقود ہوگی مگر ان کے اقوال (اور کارنامے) دلوں میں باقی رہیں گے۔

پیارے بچو! ان باتوں کو دل کی تختی پر لکھ لیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ہر وقت کوشش کریں۔

زندوں اور مردوں کے احوال

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ کے ایک قبرستان میں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبر والوں کو خطاب کر کے فرمایا:

يَا أهلَ الْقُبُورِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه تخبرونا بأخباركم أم تُرِيدُونَ أَن نخبركم.

ترجمہ: اے قبر والو! تم پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، کیا تم اپنے

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۷۹

حالات ہمیں سناؤ گے یا ہم تمہیں اپنے حالات سنائیں؟

تو ایک قبر سے جواب دیا:

وَعَلَیْکَ السَّلام وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاته یَا أَمِیر الْمُؤمِنِینَ خبرنَا عَمَّا کَانَ بَعدنَا.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! آپ پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں پہلے آپ ہمیں ہمارے بعد کے حالات سے مطلع کریں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أما أزواجکم فقد تزَوَّجن وَأما أَمْوَالکُم فقد إقتسمت وَأَوْلَادکُمْ فقد حشروا فِی زمرة الْیَتَامَی وَالْبناء الَّذِی شیدتم فقد سکنه أعداؤکم.

ترجمہ: تمہاری بیویوں نے دوسری شادی کر لی ہے، تمہارے اموال تقسیم ہوگئے، تمہارے بال بچے یتیموں کی جماعت میں شامل ہوگئے اور جن عمارتوں کو تم نے خوب مضبوط کر کے تعمیر کروایا تھا ان میں تمہارے دشمن لوگ آ بسے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: یہ ہمارے یہاں کی خبریں اور احوال ہیں اب تم بھی اپنے احوال سناؤ، تو ایک مردے نے اپنی قبر سے یوں جواب دیا:

قد تخرقت الأکفان وإنتشرت الشُّعُور وتقطعت الْجُلُود وسالت الأحداق علی الخدود وسالت المناخر بالقیح والصدید وَمَا قدمْنَاهُ وَجَدْنَاهُ وَمَا خلفناه خسرناه وَنحن مرتهنون بِالْأَعْمَالِ. ❶

ترجمہ: کفن کے کپڑے ریزہ ریزہ ہوگئے، بال سارے بکھر گئے، چمڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ پڑیں، ناک سے خون والی پیپ اور خالص

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد اللہ بن الحسن بن غالب، ج۲۷ ص۳۹۵/ مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج۲۱ ص۲۲۰/ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: ص۲۰۷

پیپ ہمیشہ رواں ہیں، جو کچھ عمل ہم نے آگے بھیجا اسے پالیا اور جو مال پیچھے چھوڑ آئے اس کا ہمیں نقصان ہوا، اب ہم اپنے اعمال کے حوالے ہیں۔

پیارے بچو! اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں موت کی اور موت کے بعد آنے والی ہمیشہ کی زندگی کی فکر کرنی چاہیے، اس کی تیاری کرنی چاہیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو جنت کی خوشخبری دنیا میں مل گئی تھی مگر وہ پھر بھی کس قدر غمگین اور پریشان ہیں، جب ان کا یہ حال ہے تو ہمیں کس قدر فکر کرنی چاہیے، اور بہترین توشہ تقوی ہے اِسے اپنانا چاہیے۔

مرنے کے بعد کے حالات پڑھ کر سینے پر ہاتھ رکھیے، اپنے ضمیر میں جھانک کر سوچیے کہ جن کو خوش کرنے کے لیے ہم اللہ تعالی کو ناراض کررہے ہیں کیا وہ مرنے کے بعد ہمارے کام آئیں گے؟ وہ مال جسے حاصل کرنے کے لیے ہم حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتے کیا وہ ہمارے کام آئے گا، ہرگز نہیں۔ اللہ رب العزت کو راضی کرنا زندگی کا مقصد بنائیں اللہ تعالی مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دے گا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس دنیا کی فانی اور مختصر زندگی کو اللہ تعالی کی رضامندی والے کام کر کے گزاریں اور اپنی آخرت کی زندگی کو شاندار بنائیں۔

تین جلیل القدر صحابہ کرام کو قتل کرنے کی تاریخی سازش

واقعہ نہروان کے بعد تین خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم حمیری، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ معظّمہ میں ملے، یہ تینوں عالم اسلام کی خانہ جنگی اور بدنظمی کا ذکر کر کے دیر تک افسوس کرتے رہے۔ پھر انھوں نے مقتولین نہروان کی یاد میں آنسو بہائے اور کہنے لگے کہ اپنے بھائیوں کی موت کے بعد زندگی میں ہماری لیے کچھ لطف نہیں رہا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم علی، معاویہ اور عمرو بن عاص کو ٹھکانے لگادیں تاکہ ایک طرف عالم اسلام اس خون خرابے سے نجات پائے اور دوسری طرف ہم اپنے بھائیوں کا انتقام لے لیں۔ آخر طے یہ پایا کہ

عبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کی تاریخ اس کام کو انجام دینے کے لیے تجویز ہوئی۔

حسب قرارداد ابن ملجم کوفہ آیا اور یہاں خاندان بنی رباب سے جو خارجی عقیدہ رکھتا تھا تعلقات پیدا کیے، اس خاندان میں ایک حسین وجمیل عورت تھی جس کا نام قطام تھا، ابن ملجم اس کا گرویدہ ہوگیا اور شادی کا پیغام دیا، قطام نے کہا کہ مجھے تمہارا پیغام منظور ہے، مگر مہر وہ ہوگا جو میں تجویز کروں۔ ابن ملجم نے کہا تم کیا مہر تجویز کرتی ہو؟ قطام نے جواب دیا۔ تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی، اور حضرت علی کا سر۔ ابن ملجم اور قطام کی شادی ہوگئی اور دونوں مل کر اس مقصد کی تکمیل کی تدبیریں کرنے لگے۔ ابن ملجم اور قطام ہی کی کوششوں سے شبیب بن بجرہ حروری اور وردان، دو اور خارجی بھی اس سازش میں شریک ہوگئے۔

۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو تینوں جامع کوفہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ فجر کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور حسب معمول سونے والوں کو نماز کے لیے جگانا شروع کیا، شبیب کمین گاہ سے نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا، آپ محراب میں گر پڑے، اب ابن ملجم آگے بڑھا اور حضرت امیر کے سر مبارک پر وار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک خون میں رنگین ہوگئی۔ آپ نے پکار کر کہا میرے قاتل کو پکڑو۔ وردان اور شبیب دونوں بھاگ نکلے، لیکن ابن ملجم پکڑ لیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان پر لایا گیا اور ابن ملجم کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

اگر میں مر گیا تو اس شخص کو قتل کر دینا اور زندہ رہا تو جو سزا مناسب سمجھوں گا دے دوں گا۔

جب امید حیات منقطع ہوگئی تو آپ نے اپنے صاحب زادوں کو بلایا اور انھیں تقویٰ،

حسن عمل اور خدمت دین کی وصیت فرمائی۔ کسی نے پوچھا۔ حضرت آپ کے بعد ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، آپ نے فرمایا نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں، جیسا مناسب سمجھو کرنا۔

آخر کار اسی رات کو آسمان رسالت کا یہ ستارہ درخشندہ غروب ہوگیا۔ رحلت کے وقت یہ آیت کریمہ وردزبان تھی:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

(الزلزال: ۷، ۸)

ترجمہ: جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کی جزا پائے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔

آپ کی عمر ۶۳ سال ہوئی اور تقریباً چار سال نو مہینے مسند خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور ایک روایت کے مطابق دارالخلافہ کوفہ کے اندرونی حصے میں دفن کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو بلایا۔ ابن ملجم نے کہا کہ میں علی کی طرح معاویہ کے قتل کا بھی عہد کرچکا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس فرض کو بھی ادا کرلوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہا ضرور حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کی اس درخواست کو رد کردیا اور عبداللہ بن جعفر کو قتل کا حکم دیا۔

ابن ملجم کو اپنے عقیدہ باطل پر اس قدر یقین تھا کہ وہ قتل کے وقت سورۂ اقرأ کی تلاوت کررہا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے غافل نہیں کرنا چاہتا۔

ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ دمشق پہنچا اور اس نے بھی اسی دن، اسی وقت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب کہ وہ نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل رہے تھے حملہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معمولی زخم آیا جو جلد ٹھیک ہو گیا۔ برک گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے مسجد میں مقصورہ بنوالیا، اور ایک محافظ دستہ مقرر کیا جو نماز کے وقت ان کی حفاظت کرتا تھا۔

ان ملجم کا تیسرا ساتھی عمرو بن بکر مصر پہنچا اور اس نے بھی وقت معینہ پر اپنا عہد پورا کرنے کی کوشش کی۔ حسن اتفاق سے اس روز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے مسجد نہ آسکے اور ان کی بجائے خارجہ بن ابی حبیبہ نے امامت کی۔ عمرو بن بکر نے خارجہ کو عمرو بن عاص سمجھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ عمرو بن بکر بھی گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت

۴۰ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہا کی شہادت عظمیٰ کا حادثہ پیش آیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ نہروان کے معرکہ میں خارجیوں کو سخت نقصان پہنچا تھا، اس لیے اس جماعت کے تین آدمیوں عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی نے باہم مشورہ کیا کہ نہروان کے مقتولین کے بعد زندگی بے کار ہے۔ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں میں سے کوئی بھی حکومت کا اہل نہیں، ان کی خانہ جنگی کی وجہ سے مخلوقِ الٰہی مصیبت میں مبتلا ہے، بغیر انہیں ختم کیے ہوئے امن وسکون قائم نہیں ہوسکتا، چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو، اور عمرو بن بکر نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ابن ملجم نے اپنے کام میں ایک اور شخص شبیب بن بجرہ اشجعی کو بھی شریک کرلیا اور تینوں نے ایک ہی دن رمضان ۴۰ رہجری کو نماز فجر کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا۔ اتفاق سے حضرت عمرو بن العاص

❶ تاريخ الطبري: سنة أربعين، ذكر الخبر عن مقتل علي بن أبي طالب، ج۵ ص ۱۴۳ تا ۱۴۹

رضی اللہ عنہ کے بجائے اس دن ایک صاحب نماز پڑھانے آئے تھے، ان کے دھوکے میں وہ مارے گئے۔

ابن ملجم اور شبیب ابن بجرہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گزرگاہ پر چھپ گئے، جیسے ہی آپ فجر کی نماز کے لیے نکلے تو دونوں نے حملہ کردیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کاری زخم آیا، آپ نے آواز دی لوگ دوڑ پڑے، شبیب تو نکل گیا لیکن ابن ملجم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس سے چند سوالات کرنے کے بعد آپ نے حکم دیا کہ اسے آرام سے رکھا جائے۔ ❶

لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر میں اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہ ہوسکا تو اللہ کے حکم کے مطابق اس کو قصاص میں قتل کردینا اور اگر بچ گیا تو اس کے معاملہ پر غور کروں گا اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ میرے ایک خون کے بدلہ میں مسلمانوں کا خون نہ بہانا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر میں مرجاؤں تو ایک ضرب کے بدلہ میں قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا اور مثلہ نہ کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔

خنجر زہر آلود تھا اس لیے زہر بہت جلد بدن میں پھیل گیا اور حالت خراب ہونے لگی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور باہم اتحاد واتفاق اور دین ودنیا میں خیر وبرکت کی وصیتیں فرمائیں۔ آپ کی زندگی سے مایوسی تھی، اس لیے جندب بن عبداللہ نے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم حسن کے ہاتھ پر بیعت کرلیں؟ فرمایا میں تم کو اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں، تم لوگ اس کو زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہو۔ ❷

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: ذكر عبد الرحمن بن ملجم، ج٣ ص ٢٦، ٢٧

❷ تاريخ الطبري: سنة أربعين، ذكر الخبر عن مقتل علي بن أبي طالب، ج٥ ص ١٤٦، ١٤٧ / الفتوح لابن أعثم: ذكر وصية علي رضي الله عنه، ج٤ ص ٢٨٠

زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۰ ر رمضان اتوار کی شب ۴۰ ر ہجری کو انتقال فرمایا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے غسل دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، انتقال کے وقت بروایت صحیح تریسٹھ سال کی عمر تھی، مدت خلافت ۴ سال ۹ مہینے۔

قاتل سے متعلق ہدایات

قاتل اسی وقت پکڑا گیا، آپ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

تم نے اس آدمی کو قید کرلیا ہے لیکن اس کو اُس وقت تک قتل نہ کرنا جب تک کہ میں فوت نہ ہوجاؤں، اگر میں مرجاؤں تب اس کو قتل کیا جائے اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائے گا۔ جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مر گیا تو اس کو مار ڈالنا، اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں خود فیصلہ کروں گا۔ اے بنی عبد المطلب! میں مسلمانوں کا خون نہیں چاہتا، خبردار! میرے قاتل کے علاوہ اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن! آگاہ رہ کہ میرے قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دشمن نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا وار کر کے بری طرح زخمی کردیا تھا اور آپ کی حالت بالکل خراب ہوچکی تھی، اب زندہ رہنے کا کوئی امکان نہ تھا، مگر دشمن کی طرف سے اس مہلک وار کے باوجود آپ نے انتقامی فیصلہ نہیں سنایا بلکہ آخر وقت تک عدل وانصاف کا دامن پکڑے رہنے ہی کی تلقین کی۔ (1)

---

(1) الطبقات الکبری لابن سعد: ج۳ ص ۳۵/ تاریخ الطبري: سنة أربعین، ذکر الخبر عن مقتل علي بن أبي طالب، ج۵ ص ۱۴۶

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر

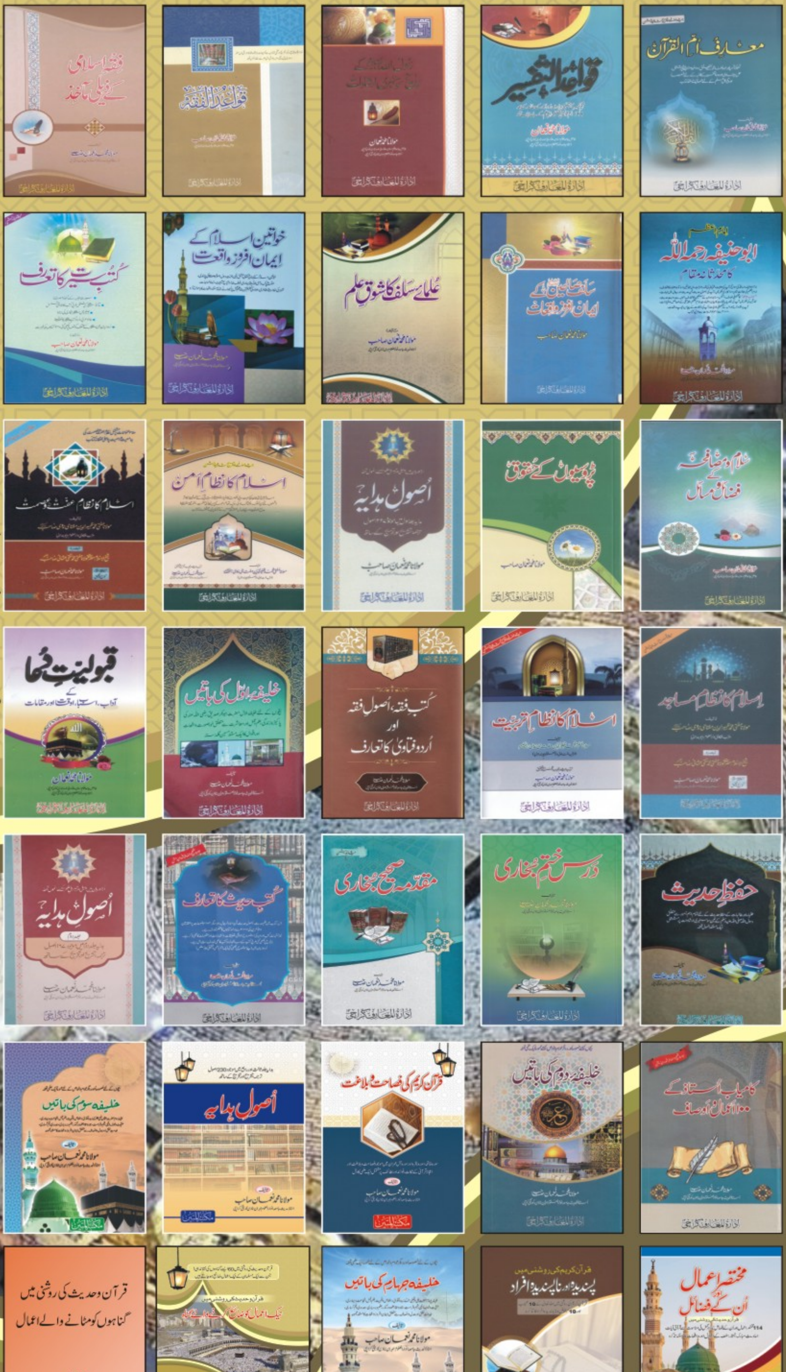

Designed & Printed By: Shafaq Urdu Bazar Karachi. 0321-2037721

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات و دروس کے لئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500

ادارۃ المعارف کراچی
(احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)
021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب
(جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)
0334-8414660,0313-1991422

اسٹاکسٹ
مکتبۃ المتین نزد المتین جامع مسجد گلزار کالونی کورنگی کراچی
0311-2645500